

نالہ شیدا

از

مرزا محمد ابریم بیگ صاحب شیداوارثی



حضرت سید عبد السلام  
 عرف میں بالکل رحمت  
 اللہ علیہ کی جانب سے  
 کب وارثہ کی ہے  
 بھرپور کوش کس کن جو  
 کہ ایک سب سے بیش  
 تکروز میں اپس وقت کی  
 کامل ترین عالم مانع  
 ولی خیر جو داخل  
 سلسلہ حضرت عبداللہ  
 شاہ نسبتہ رحمت اللہ  
 علیہ سے میں لکھ اسراز  
 صدر کرامیں میں ان کا  
 مزار سے

یہ کام والوت پاک علام  
 نواز عظیم اللہ ذکرہ کیے  
 حکم پر کا کیا اس کام کو  
 کون وارث اپس جانب  
 منسوب کر کیجئے توہین  
 حکم مرشد کا ارتکاب نا  
 کرے اگر کون بعض  
 شخص یہ کہیے کہیے اس  
 نے بس فی ایف بنائی تو  
 ملی لمبی کا کہ یہ  
 جھوٹ بولی ہے علام کا  
 کام غلامیں کرنا یہ بعض  
 مرشد کیے حکم کی  
 تعصیل کرنا ہے ناکہ  
 صرف اور وہ ولی وصول  
 کرنا

درائیہ سب سے سب  
 دارشیوں پر حکم مرشد کی  
 ایسا لازم ہے جسون  
 بولنے اور وہ ولی سے ہر  
 بزرگوں شکریہ



ردم افتخار، مذکورہ اس طبق سید عبد السلام علیہ رحمت اللہ علیہ کی جانب میں مذکورہ اس طبق



# ناله مرتضیا

از

هر زا محمد ابراهیم بنیگ صاحب شیخ آذانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

گل سے عارض پر شکن گیسو ترے ترجھی نظریں اور نینا مذہب  
 ناز دل چھینے آدا بشمیں کرے کیوں نہ ایسی فیکل پر عاشق مرے  
 من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبے  
 سُر کشے عاشق کشے غارتگرے  
 سب سے کہتا ہے موذن بر ملا یہ حندانی میں ہے یکتا مر لقا  
 بُت کدے میں بھی یہی چر چاٹنا ہے یہی ناقوس کی ہر دم صدا  
 من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبے  
 سُر کشے عاشق کشے غارتگرے  
 بجیر خوبی بنیع حنبل و عطاء صاحب جود و کرم کان حنـا  
 پخر رفت مرتکیں مہ لفتا با وفا کہتا ہے کوئی بے دفا  
 من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبے  
 سُر کشے عاشق کشے غارتگرے  
 دارث ملک سلیمان ہو تمہیں جبلہ غم شبتاں ہو تمہیں!  
 دشمن گبر و سلام ہو تمہیں مان کے خواہاں جان جاناں ہو تمہیں  
 من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبے  
 سُر کشے عاشق کشے غارتگرے

خلق و اکرام و عطا نہیں ہے کب ہاں ہاں آرام دل پہنچے ہیں سب  
باونا ہے ہر بار تیرا القب پڑھنے میں کہا کہوں اے غنچہ اپر  
من نہ دیدم چوں تو ہرگز دلبے  
سر کش عاشق کش غارتگرے

کو بکو پھرتے ہیں عاشق بے قرار اپنی عزت میانتے ہیں ننگ دھار  
نام جھپٹتے ہیں تھارا بار بار جل کے کھتا ہے کوئی بے انتیار  
من نہ دیدم چوں تو ہرگز دلبے  
سر کش عاشق کش غارتگرے

ہے صہنم دل سے تراہند اکنی چشم میگوں کا ہے مت والا کوئی  
کوئی دیوانہ ہوا رُسو ا کوئی چپاہ میں ڈوبا ہے سرتاپا کوئی  
من نہ دیدم چوں تو ہرگز دلبے  
سر کش عاشق کش غارتگرے

سب سے بیگنا نہ ہیں تیرے آشنا رات دن روئے ہیں غم کے مبتلا  
درد ہوتا ہے جو سینے میں سوا آہ و نالہ سے یہ آتی ہے صدا  
من نہ دیدم چوں تو ہرگز دلبے  
سر کش عاشق کش غارتگرے

سیکڑوں عاشق ہیں تیرے گلزار ہے کوئی ہیئت اب کوئی بے قرار  
کوئی سر دھنتا ہے کوئی اشکبار جان دیتا ہے کوئی پردانہ دار  
من نہ دیدم چوں تو ہرگز دلبے  
سر کش عاشق کش غارتگرے

گیردا پہن اکسی نہ ہے لباس کو بکو پھرتا ہے کوئی بد حواس  
اپنے جینے سے ہوا کوئی اُداس تیرے تدمول کی قسمے ذی اساس  
من نہ دیدم چوں تو ہرگز دلبے  
سر کش عاشق کش غارتگرے

گھاہ بنتے ہو کسی کے خضرر اہ گہ کسی کو کر دیا ناہن تباہ  
ارڈالا عاشقوں کو بے گناہ بیس نے انداز تیرے رنکاہ

من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے  
مرکشے عاشق کٹھے غارت گئے

دین سے کیا عاشقوں کو تیرے کام ایک ساہ ہے اشد اللہ رام رام  
بادر کھاہ ہے کسی نے تیرا نام بے کسی کاہ و نیعنہ صبح و شام

من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے  
مرکشے عاشق کٹھے غارت گئے

ارڈالا جس کو چپا ہا بے خطہ کھیل بھما کا شنا عاشق کا سر  
کچھ نہیں ہے تجکو بد نامی کا ڈر کیوں بکھ تجکو نہ ہر فرد دیش

من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے  
مرکشے عاشق کٹھے عنار گئے

واہ کیا عاشق میں تیرے مہ لقا یاد کچھ رکھا نہ تیرے ما سوا  
جان دے دی پر نہ یہ سو دا گیا تربوں سے اُن کے آتی ہے صدا

من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے  
مرکشے عاشق کٹھے عنار گھجے

سیکڑوں گزرے نظرے محبیں خوش ادا و خوش بیاں خوشنود حسین  
دل ربا و شوخ چشم و نازیں پر کسی کو بخہ سے کچھ نسبت نہیں

من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے  
مرکشے عاشق کٹھے خارت گئے

کچھ اہمیں کو یہ نہیں سو دا ہوا تم کو لاثانی جو سمجھے مہ لھتا  
یہس و دامن کو ہمکن نے ہارا اپنے اپنے وقت میں سب کھا

من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے  
مرکشے عاشق کٹھے غارت گئے

بسند پرور جان بیان عالم پناہ یوں کھڑے ہیں د رچ تیرے داد خواہ  
 مفطر بگریاں پریشان اور تباہ اک زبان کہتے ہیں سب یہ بھر کے آہ  
 من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے  
 سر کئے عاشق کئے غارت گرے  
 تھا بار و تیسرہ ثریکاں خط و حمال نرگسی آنکھیں سیہ زلفوں کے بال  
 ناز دانداز داؤ نامیں و حمال بن انہیں سہنے کہا مجھوں حلال  
 من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے  
 سر کئے عاشق کئے غارت گرے  
 ہے مری مشیداً و صیحت بار بار بعد مردن گونبھیں کچھ اختیار  
 کو چھے حب بانار میں ہوا اپنا مزار سنگ تربت پر یہ لکھنا یادگار  
 من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے  
 سر کئے عاشق کئے غارت گرے

---

# اُفُضَال وَارث

المعروف به

تہ عشق  
کہیں

از

مرزا محمد ابراهیم پیغمبر صاحب شہیدواری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا کرے نہ کسی کی کسی سے آنکھ لڑے      جہاں میں جتنے ہیں خوش و یہ بے وفا ہیں  
 کسی کا ڈر نہیں ان کو یہ دل کے بھی ہیں کر دے      کسی شریف کو پالا نہ ان بتوں سے پڑے  
 انہیں کافی چن ہے یہ بُلٹار ہو غم میں      انس کا ہوتا ہے شیدِ اذیل عالم میں  
 کبھی حسینوں سے ملتے نہیں ہیں اہل شعور ا      خدا نے ہم کو کچھ دی ہے ان سے رہتے ہیں در  
 جودیندار ایں ان کا ہے قول یہ مشہور      بتوں کے عرش میں ایمان کا خطیر ہے ضرور  
 یہ کیسے بندے ہیں اپنی لفنت کا دام جو بھتے میں      خدا کو چھوڑ کے سجدہ بتوں کو کرتے ہیں  
 ہے دیکھنے میں تو یہ غاشقی بہت آسان      کہ صورت اچھی نظر آئی ہو گئے فسروں  
 مگر سمجھنا مجحت کو ہیں اے نادان      خدا کا قہر ہے یا ہے یہ درد بسیدِ امان  
 نہ چین لتا ہے دن کو نشب کہوتے ہیں      کلیجہ بچاڑ کے ماشیں دام رو تے ہیں  
 خدا بھائے کوئی ہونہ غشت کا بیمار      یہ وہ مرض ہے کہ جانی ہے جان آخر کار  
 کسی دوسرے نہ تسلیں قلب ہو زندہ ا      ہمیشہ ما بھتا ہے رو کے شربت دیدار  
 فراقت یا میں جینا و بال ہوتا ہے      ہوا ہے وصلِ صنم میں وصال ہوتا ہے  
 پر بیشوں کے نہیں دل میں کچھ ذرا انصاف      جان کو پیار کرے اس کو یہ جلتے ہیں علف  
 خدا سے ان کی شکایت کریں گے لذہ انصاف      طریقہ اتم بھی ہے دیتے ہیں قصور معاف

کہیں گے تیر جو دستم کے مارے ہیں  
بھی سلتے تھے قائل بھی ہمارے ہیں

کسی غریب کا یہ عشق گر جوا رہ سر خاب ہونا ہے کھاتا ہے ٹھوکریں دُردہ  
ہیشہ پڑنا ہے وہ پا برہنہ نسل کے سر پچھا پُرانا رہتلا ہے گیروال پُسر  
نماز ہفتلا ہے اور اس کو نام دھرتا ہے  
نقیر ہوتا ہے الْفَتَہ کا دم جو بعتنا ہے  
حین ہوتے ہیں منور اور عہدِ شکن ستم شعار دجھا کار دبے ونا پُرف  
ہزاروں دل کے پامال ہے یہ ان کا ملن خدا سے بھی نہیں ڈرتے یہ جان کے دشمن  
لہو سے ہاتھ یہ جلادِ لال کرتے ہیں  
لگھے ہزاروں کے نامن حلال کرتے ہیں

کسی کو ہو گیا اس عرش کا اگر آزار کہاں کا جیں اُسے زندگی ہوئی دُشوار  
کلچہ تمام کے رو تا ہے پھر وہ نزار و قطار کوئی بنائے یہ الْفَتَہ ہے یا خدا کی مار  
بلما کا سامنا صدمہ عجیب ہوتا ہے  
کہ زندگی میں جہنم نصیب ہوتا ہے  
ہزاروں گھر اسی الْفَتَہ نے کر دیئے برباد میں ہیں عشق و محبت میں قیس اور فراد  
نانے لاکھوں ہیں کوئی رکھے کہاں بکریاں غرضکہ دوست کسی کے نہیں یہ حور نزاد  
جلانے والے عدو صہرو تاب کے یہیں  
جہاں میں گویا فرشتے ہذا کے یہیں

بتوں کو رسم محبت کا بھی نہیں ہے خیال جوان پچان دے کرتے ہیں یہ اسی کو حلال  
یہ شاد ہوتے ہیں دیتے ہیں جب کسی کو طال غر دری ہے کہ پایا ہے ہم نے حسن دجال  
سرشد کبر پر نخوت سے تن کے بیٹھے ہیں  
یا اپنے غہد میں شداد بن کے بیٹھے ہیں

یہ دل رابی میں ہیں خوب و بڑے مَثَان غریب و مکروہ غایمیں ہیں شہرہ آنمان  
خاشعاری میں اُستاد بے وفا میں ملان ختابُ ان کے ہیں خونزینہ دفاترِ اُن عشاں

اماں اماں کی صد اآہری ہے ہرسوے  
 حسین بڑھ گئے چنگیز خاں ہلاکوے  
 خدا بچائے یہ محسون ہیں وہ جادو مگر  
 ہلاکے دم میں یہ کر دیں پری کو حنا ستر نپائیں جن و بشر کو یہ اپنی اُنگلی پر  
 طلسم عقل و خرد اک نظر سے تو زدیں یہ  
 گدھا بننا کے ابھی سامری کو چھوڑ دیں یہ  
 ہنسیں ہیں کی خالی فریب سے کوئی لگات امید کیسی بُری بے وفا ہے ان کی نatas  
 پھنسا کے دام میں کرتے ہیں بیرخی سے یہ بات ہمیشہ زیج سہے گا شق یہ ایسی دیتے ہیں مات  
 کیے ہیں راستے مدد و بھاگ جانے کے  
 انھیں کا ذرہ ہے شاطر ہیں یہ زمانے کے  
 بساط دھریں جیتے ہیں سب سے یہ بازی کھلے چھوٹ گئے چال بھی چلے ایسی  
 بندھا ہے زنگ یہ ہے بات پانسہ پڑنے کی ہمیشہ آتے ہیں پُوا بارہ اُس پہ ہست دھری  
 گلوں کو توڑا ہے نردوں کی طرح مارا ہے  
 انھیں کھلاڑیوں نے راجہ میں پڑا ہے  
 ہوا انھیں کی محبت میں سیکڑوں کو مرا ن رہا ہے زیر و زبران کے ظلم سے آفان  
 پرانے نہگ میں بھی رہزنی ہے ان کا نمان کہ دن کو لوٹتے ہیں مگر میں میں کے یہ قزان  
 نہ جان دمال فقط یہ حسین لیتے ہیں  
 غصب خدا کا ہے ایمان تھیں لیتے ہیں  
 انھیں کی چشم فوں ساز کے ہیں یہ اعجاز دکھائے اک نظر میں عجب کر شمہ دناز  
 کوئی ہے شادز ہے لطف غمزہ و انداز پکڑ کے کوئی جگہ لوٹنے لگا جان باز  
 سر در بادہ الفت کسی کو ہونے لگا  
 کوئی تو چپ ہوا جرت سے کوئی روڑ لگا  
 غرض حسینوں کو سمجھا تھا میں نے شبده باز یہ جانتا تھا کہ محسون ہیں بڑے ممتاز  
 اسی نیال سے کرتا تھا میں بنوں سے نیاز کہ اُن کے حسن کا شعلہ کرے نہ دل کو گداز

کسی کا شیفختہ ہونا کہیں ہیں نہ پڑے  
 ک مثل شمع کے روزا کہیں ہیں نہ پڑے  
 یہی دعا ملی کسی کا نہ ہو کوئی پابند  
 مگر یہ تھی قسمت ہلاک ہو گا دچشد  
 کسی کے عشق کا آزار تجہ کو ہنا ہے  
 اسی بلا میں گرفتار تجہ کو ہنما ہے  
 وہی ہوا کہ پھنسا دام میں دل غسلیں  
 اکیلا بیٹھا تھا اک دن کہ دیکھا ایک حسین  
 بھی سے ملنے کو آتا تو ہے بصر تکیں  
 مگر غور سے تیور چڑھے ہیں چھیں بھیں  
 عیاں ہے غیظ کی صورت پیشہ آتا ہے  
 کیسے ہے ضبط مگر تھر تھرا یا جاتا ہے  
 قریب آیا تو میں نے مزاج پرسی کی  
 کہا پناز کہ شکر حست رائے لم نزلی  
 سبب جو آنے کا پوچھا کہسا وجہ یہ تھی  
 تھماری شہریں تعریف جب یہ میں نے سنی  
 عدوئے جان ہی ٹھہرایا مہ جدینوں کو  
 کہ تم بھی کہنے لگے ہو فبرا حسینوں کو  
 کہا یہ میں نے کہے شک ہوا تھے یہ قصور  
 بتوں کو جان کا دشمن میں جاننا ہوں ضرر  
 حسین ہوتے ہیں مکاروں بے دن امغور  
 فریب دیتے ہیں عشاں کو یہ بانی زور  
 بہار عارضِ گلگلوں دکھاتے پھرتے ہیں  
 دُغا سے مبللِ دل کو پھنساتے پھرتے ہیں  
 کہا یہ اس بُتِ شیریں کلام نے ہنس کر  
 یہی خیال تھمارا ہے مگر بہت بہتر  
 نہ دیکھو عارضِ گلگلوں کو بخی کرو نظر  
 نہ جلنے پائے کہیں مرغِ دل کے کتروپر  
 رہو حواس میں باشیں کرو لیات سے  
 نہ اپنے مُسہ میاں مٹھو بنو حماقت سے  
 سُونو خدا کے لئے تھمتیں نہ ایسی لگاؤ  
 حسین کون ہے مغروف بے وفا یہ بتاؤ  
 بمحکم کے بات کرو ہوش پکڑو مُسہ بنواؤ  
 بتوں نے ما را کے بے اجل ہے قبر دکھاؤ

اکی سبب سے تو عالم بار سیدھے ہے  
خنہب خند اکا سامان کا یقینہ ہے

کہاپ میں نے حیزوں نے کب دیا آرام جہاں یہ آگئے بگڑے بنے ہوئے سب ہم  
یہ عاشقی ہے کہ ذلت سے دیکھیں ہم کو عوام ڈھنڈو را شیر میں پٹ جائے نام او بدنام  
اٹھائیں رنج و تکلف ہو کنے جانے میں  
یہ آبود ہے کہ انگلی اٹھے زمانے میں

یُکن کے غیظ سے بولا وہ بانی بساداد بتاؤ اپنے دھرم سے اگر ہے تم کو یاد  
نظر سے گندے تو ہوں گے ہزاروں حور نزاد تھاری آبرو کے مرتبہ ہوئی براو  
ذراء نہیں تھیں غیرت یہ ہے جیائی ہے  
ذیل ہونے تو خود مذہ سے کیا صفائی ہے

صریح جھوٹ ہے دیتے ہو یہ عنسلط الزام کیا ہے پو وہ نشینوں کو تم نے خود بدنام  
کوئی بتائے بھلا اعشقوں کا ہے بھی کام کہ نام لیتے ہیں معشوں کا یہ برسر عام  
بنے ہیں دست بھی دم عاشقی کا بھرتے ہیں  
یہ چان بوجھ کے بے حرمتی بھی کرتے ہیں

گھر میں خود سمجھتا ہوں ان کے دل کا نتور سڑی یہ بنتے ہیں اس دستے کہ ہوں شہر  
کچھ زمانہ میں عشق کے ہیں نشہ میں ہور فلاں حسین نے کیا ان کے دل کو ہے بخوب  
کسی کی مٹ لئی عزت کسی کا کام ہوا  
تمیں بتاؤ کہ بدنام کس کا نام ہوا

کہاپ میں نے کہ اب تک لحاظ تھا مجھو مناظرہ تمیں منتظر ہے تو بہتر ہو  
کہوں گا صاف نہ ہونا خنا پ تم سُن ہو ذرا سی بات ہے پلے جواب اس کا دو  
حسین نام بھی فلت و دفا کا جلتے ہیں  
و خود غرض نہیں اعمال کسی کا ملتے ہیں

ہمارے عشق نے ان کو دیا ہے پہ اعزاز کہ آج بزم جہاں میں ہیں غوب رو متاز  
ہمیں نے ان کو سکھائے ہیں ناز وہ انہاں دیں سے کرتے ہیں پھربات بات پر اغماز

دف اشعار ہیں عادی فریب و نفع کہیں  
 بکھو لہا ہے کہ فاصلنی یہ جونپور کے ہیں  
 یہ بلاطیش میں دہ شعلہ روکہ پکڑو ہوش زیاب سنہما لوگرو منہ کو بہت بس خاموش  
 بڑے سترین ہو دیکھا تمہارا جوش و خوش کمینہ بن ہے کرے گفتگو مری ہا پوش  
 ذلیل ایسا سمجھنے لگے زمانے کو  
 خدا نہ لجئے کونا خن دے سرکھانے کو  
 یہ سکھے رہتا ہے پڑھنے کے بعد بھی جاہل کلا دنا ہیں کتنا ہیں گھسے پہاڑ مل  
 کہاں وہ باتیں کہاں یہ کلام ناتابل گروگے طے نہ کبھی ہو گی دوہری منزل  
 داہی مثل ہے کہ کوئا اٹھی سے پھول گیا  
 چنان جو نہس کی چال اپنی چال بول گیا  
 یہ دلوئی ہم نے حسینوں کو دی پہنچنے خان خدا کے دوسرا بنتے ہیں داہ رے ایمان  
 بتوں کے ہیں بھی اُستاد جی ترے نے سر باب نے ما کون بھلا بے سری یہ آن کی تا ان  
 بھگاری شخی بھی جو هر بھی تم دکھاتے ہو  
 پہ کیسا راگ ہے بے وقت کا ہر گھاٹے ہو  
 نونھیں ہیں آئیں نہ جسے ایں حُندا ادا و ناز تقاضہ ہے آن کی نظرت کا  
 سکھاؤ لا کہ یہ انداز آنہیں سکتا خلین داہل مردوت بھی ایں یہ حد سے سوا  
 زمانہ اوج پہ عالم بھی زیر فرمائے ہے  
 اگر سلام بھی یہ لیں تو ان کا احسان ہے  
 کہا یہ میں نے کہ اچھا خلین بھی یہ ہی مگر حسینوں کو عادت ہے بے وفا فی کی  
 کبھی کے دوست ہوئے ایں بھلا یہ ہر جانی کہ عاشقوں کو ہمیشہ انہوں نے ایذا دی  
 خبر نہیں کہ یہ بدے کہاں کے لیتے ہیں  
 جخائیں کرتے ہیں فرقت کے رنج دیتے ہیں  
 وہی یہ کرتے ہیں جو جو فریب کہتے ہیں  
 یہ عیش کرتے ہیں صدے وہ دل پہتھے ہیں

کی بھی یہ نہیں کرتے ستم شماری میں  
اور ان کی عمر گنلتی ہے ادو و ناری میں

پُس کے چین بھیں ہو کے بولا وہ سفاک قسم خدا کی حقیقت میں ہو بڑے پاک  
ذرائق بخش دحد سے کر دل اپنا پاک اے یہ کیسا ہے اندھیرہ دالی چاند پناک  
مٹا کے تم نے حسینوں کی آبرہ وہوی  
خدا کا خوف نہیں جھوٹ کی بھی مذکوری

سو حسین ہیں یکتادنا شماری میں لحاظ و مہرو مردوت میں دفعداری میں  
حوالہ ان کا نہیں دوستی میں ، یاری میں اہمیں کا نام ہے مشور جان شماری میں  
سنائے ہے قصہ شیریں جو کام کر گئی وہ  
دنایا ہے کہ غلم کوہ کن میں مر گئی وہ  
پ خود غرض ہیں یہ عاشق جہاں میں حضرت من کے اعتبار کے تابل نہیں ہیں یہ پرن  
نظر پڑا نہیں اچھا اکسی کا گرجون اسی کے ہو گئے عاشق یہی ہے ان کا ہل  
ذلیل و غوار بھی ہیں اور خراب طبیعت بھی  
یہ بد معاش ہیں ان کی بُری محبت بھی

کہا یہ میں نے کہ اچھا نہیں یہ ہر جائی پری و شوں کی طبیعت میں ہے خود آرائی  
نگل رخوں میں محبت کی تم نے بُوپا نی کسی حسین کو نہ دیکھا کسی کا مشید انی  
ز در و هجر سے آکھوں پھر پردازے ہیں  
نماق عاشق سے خالی حسین ہوتے ہیں

وہ بولا جھوٹ ہے بالکل غلط ہے یہ تقریر ازل سے کھائے ہوئے ہیں حسین عشق کا تیر  
اثر انہیں کی محبت کا ہے یہ عالم گیر کہ دام زلف میں ہوتے ہو تم بھی ان کے ہر  
کہ ہمیں شمع کو جلتے جو دیکھ لہتا ہے  
وہی کشش ہے کہ پردازہ جان دیتا ہے

کہا یہ میں نے کہ سب کچھ ہی مگر و اللہ ہماری جان کا دشمن ہر اک ہے غیرت ماہ  
جنوں سے بات بھی کرنا میں جانتا ہوں گناہ وہ بولا توہ کر دجلہ ہو گئے گماہ

یہ راز دار ہیں پر وہ نہ ان کا فاش کرو  
 خدا ملے گا بتوں ہیں اگر تلاش کرو  
 کہا یہ پھر کہ حسینوں کے سب سے اوصاف مگر ملاج نہیں اس کا دل ہے آنکھ لفاف  
 بُراں بُرھتی ہے ہوتا ہے یہ بولات و گزات وہ بولا عقل نہیں ہے تمہیں قصور معاف  
 دکھانی دے گا نہ یہ اوج الگی فعت کا  
 تمہاری آنکھوں پر پر وہ پڑا ہے غلطت کا  
 کہا یہ میں نے کہ خوش رو نہیں ہیں کیا مکار وہ ہنس کے بولا جہاں میں حسیں ہیں خوش کردار  
 کہا یہ میں نے کہ معاشوں سب میں ظلم شوار وہ بولا دیستے ہیں دشمن کوبی نہ یہ آزار  
 کہا یہ پھر کہ بڑے پُر فتو رگ رو ہیں  
 وہ بولا منظہ پر شاہ غفور گل رو ہیں  
 کہا کہ ہوتے ہیں سب خوب رو ستم ایجاد وہ بولا ان کے برابر ہے کون نیک نہاد  
 کہا یہ میں نے حسینوں نے گھر سکیے برباد وہ بولا فائہ دل بھی اپنیں سے ہے آباد  
 کہا یہ میں نے چکران کے ظلم سے شتن ہے  
 وہ بولا چپے ہو ڈنیا کی ان سے رونق ہے  
 کہا یہ میں نے پر می دش ہیں ظلم کے بانی وہ ہنس کے بولا تمہاری ہے یہ بھی نادانی  
 کہا یہ پھر بخدا بُت ہیں دشمن جانی وہ بولا مہرو مردت میں ہیں یہ لاثانی  
 کہا خبر نہیں عثانت کی یہ لیتے ہیں  
 وہ بولا بات پ ہے ابھی جان دیتے ہیں  
 کہا کہ اپنی غرض کے ہیں یار یہ خود کام وہ بولا دیکھنا اس کا مزا کرو بد نام  
 کہا کہ دشمن ایمان ہیں ۔ ہی گلعنام وہ بولا ان کے سببے ہے شوکت ہلام  
 کہا بتوں نے بھرے گھر بہت اجائے ہیں  
 وہ بولا دین کے جھنڈے نہیں نکالے ہیں  
 کہا بتوں کو سمجھ تو بولا پاس نہ جاؤ کہا کہ قائل عالم ہیں بولا زخم دکھاؤ  
 کہا جو وعدہ فراموش بولا منہ بناؤ کہا کہ دشمن جاں ہیں تو بولا ہوش ہیں آؤ

کہا ستا یا ہے بولا نہیں ادا ہو گی  
 کہا جلا یا کہا جھوٹ کی سزا ہو گی  
 کہا سینوں کو بے دین تو بولا ہے یہ گناہ  
 کہا بتوں کو جو کافر توبولا ہو گراہ  
 کہا پید وست کسی کے نہیں ہیں بولاداہ  
 کہا خلیق نہیں بولا کہ کھودانہ  
 کہا کہ پاس نہیں آتے بولانا زہیں یہہ  
 کہا فریبی ہیں بولا کہ پاک باز ہیں یہ

سُنی جو اس بُتِ خدوں سے بیس نے یہ تقریر  
 کہا یہ دل نے کہے شکریں ہیں ذمی تو قیر  
 یقینی ان کی محبت میں ناگہ ہے کثیر  
 بڑھے اب ان سے ملاقات وہ کرو تمہیر  
 پھنسا ددام میں منت سے آہ وزاری  
 بتوں کو رام کر دا بی و شیاری سے

یعنی دل ہے دہی دل ہی جو صدمہ دغم  
 پری وشوں کے اٹھائے خوشی سے ظلم و حرم  
 خیال بھی نہ کرے ہو مال و رنج دالم  
 خیں لا کہ ستا یس ہے نہ پیچے قدم  
 ڈرے نہ جور و بخا سے نہ یوفانی سے  
 دلیر وہ ہے نہ مُمنہ موڑے آشنا سے

ہی ہے تم کو سزاوار کیوں بنو کا ہیں کہ فیض عشق و محبت بھی کچھ کرو مہمل  
 اسی حسین کے حوالے کرو یا اپنا دل بناؤ تم اسے معشوں ہے اسی قابل  
 ادا بھی ناز بھی شو خی بھی ہے مثارت بھی  
 خدا کی شان صباحت بھی ہے لاحت بھی

ارادہ کر لیا جب یہ تو پھر کہا اک بار کہ تم حسینوں کے اوصافات کر پکے اطمہا  
 تمہارے دل کی خوشی ہے اگر یہی اے یار تو خیر اپنا بنا تا ہوں تم کو میں دلدار  
 تمہارے کہنے سے کہتا ہوں دل چل ضرہ  
 ملاحظہ ہے تمہارا تمہاری خاطر ہے

یعنی کے بوٹ گیا وہ ہنسی سے جہرا  
 کہا ظریف ہو دا اللہ کس دتر شیدا  
 تمہارا عشق نزا لا ہے واہ کیا کہنا  
 کہنے سے ہوا جبلہ ولوں کیسا

نے انتظارِ ہمیں کیا نہ برسیں بھی  
ابھی تھیں لیکن تم نے جانی سرسوں بھی  
کہا پس نہیں کرتا ہوں دلگی آدم یقین لاو کہ حق ہے تمہارے سر کی قسم  
دکھاؤں کس طرح دل کا ہے اور ہی عالم اب اختیار ہے جو چاہے کرو ظلم دست  
عجیب طرح کی ابھیں ہے بیقراری ہے  
تمہارے ہاتھ میں اب نہیں ہماری ہے

ہوا ہوں جب ہے حسینوں کے ظلم سے آگاہ ی خوف تھا کہ نہ دیکھا کسی کو بھر کے تکاہ  
توں کے نام سے ڈرتا رہا سدا و اللہ مسکونی شمع گھر میں بیٹھ کے بھی پناہ  
کیا اسپر پہ مکرو فرب و زور مجھے

کہ تم نے لوٹ لیا اے بے قصور مجھے

خبر نہ تھی کہ تم آئے ہو بھر ظلم و بغا نشانہ مجھکو بنتا اوگے تیسرے کلفت کا  
کے لگا خبر ابرو سے آج میسر اگلا کرے گی قتل مجھے بے قصور تنخدا  
اُب آرزو ہے تو یہ ہے وفاد کھادیا  
شہزادی ناز ہوں تربت مری بنا دیا

اُنے جو اس نے مرے یہ کلام حسرت دیاں وہ سُخ بدل گیا چہرہ ہوا کچھ اُس کا داس  
لکھا دا سے لگائی ہے تم نے کیا بکواس وہ ذکر تھیرا کہ آئے لگجھ مجھے دوسراں  
نکلا تم نے وہ قصہ کہ دم اُلٹنے لگا  
کہاں مذاق تھا اس میں گلابی لئنے لگا

مجھے کچھ اس میں نہیں عذر خیر یہ بھی ہی بنتے ہو گرے عاشق بنو تمہاری غوشی  
اگر کچھ لوڑا پہلے بات سُسن لومری نہ پیمن پاؤ گے دم بھری ہو گی بتا بی  
نہ نیند آئے کی ترپو گے انتظاری ہیں  
کئے گی عمر غم درخیز و آہ دناری ہیں

ذکام آئے گی تیسرا نہ عتل آمائی  
مٹے گا نام بھی دنیا میں ہو گی رسوائی

تمہاری بات خرد مند پھرنے مانس گے  
 یہ حال ہونا ہے دیوانہ تم کو جانیں گے  
 پس کے ہو گئی جیرت کہا ہے حسرت دیاں      کیسی عقل تمہاری ہے اور کیسا قرار  
 ابھی حسینوں کا تم نے بیاں کیا ہے سپاس      ابھی بُرا نی لگی ہونے اُن کی بے وقار  
 ابھی یہ دھوم تھی تذمیل ابھی سے کرنے لگے  
 کہ اپنے منہ سے محبت کو نام دھرنے لگے  
 ابھی کہا تھا محبت یہیں فائدہ ہے کثیر      ملے گا عشق بتاں میں تمہیں خدا ہے نہ  
 نہیں ستاتے ہیں خوش روکسی کو بے تقسیر      کہ انہا مہر و دفایں نہیں ہے مثل و نما  
 کہاں وہ شان بُرا نی کہاں یہ الافت کی  
 نوید پہنے سُنا دی غم و مصیبت کی  
 یہ دولاہنس کے وہ خوش روکسی ہے تم کو شعور      تمہاری عقل یہیں ہے نقص اور سمجھیں ز  
 مرے بیان میں نہیں ہے کسی طرح کا فصور      ہے شرط غور کہ چیزیں مسلسلہ ہیں  
 یہیں بھٹکتے ہیں عاشق یہ ایسی منزل ہو  
 زکات ہیں یہ سمجھنا انہیں کا مشکل ہے  
 جو دو بیاں ہیں تو دونوں کی اب سُنْتَفَضِیل      محبت ایک وہ ہے ہل جملکی ہے تکہ  
 بننے ہو جس طرح عاشق مرے سمجھ کر تسلیل      یہی وہ عشق ہے کرتا ہے جو تباہ و ذر  
 اُتی مذاق کے عاشق نہ کا بیاں ہوئے  
 ہمیشہ ٹھوکریں کھلتے رہے خراب ہوئے  
 مٹانی مفت میں عزت بھی اور ہر لئے بُدنام      رہنے نیس بداعمال کے مطیع و غ  
 سوا بُگڑنے کے اُن سے بنانہ ایک بھی کام      مثل یہ سچ ہے کہ بد کام کا ہے بُدانہ  
 یہ بالہوس ہیں جو مرتے ہیں عیش راحت پر  
 انہیں حیا نہیں پہنچا رائی سی چاہت پر  
 اسی کو جانتے ہیں عاشقی یہ بد اوقات  
 جوں کا عشق سمجھتے ہیں یہ مدارنجات

تلے جو کفیل حیں تلچ یہ سمجھتے ہیں  
توں کے مسل کو معراج یہ سمجھتے ہیں  
والموس بھی پائیں گے عاشقوں کی نگرہ کہ نامم ہجرے تو تاہے ان کا چہرہ زرد  
رین گے کیا یہ محبت کسی سے دل کے ہیرہ اٹھا سکیں گے بھسلا با ریش قیمت ناہرہ  
قدم سبھوں کے دم امتحان الکھرتے ہیں  
نمیں جو عشق میں جندے انہیں کہ گزتے ہیں

عشن جس کا ہے دا ج حسن عالم شریف جس کی بدولت ہوئے جنی آدم  
یاں نہ سکے جس کا شکوہ دادع دخشم لاما حق سے ہے بندے کو یہ خدا کی قسم  
ذائق دوسرا یہ دوسری محبت ہے  
یہی ہے عشق حقیقی اسی کی عزت ہے

عشن وہ ہے کہ رکھتا ہنسی ہے جو محروم کھاں کار بخ والم ان کا دل ہو کیوں محروم  
دغیرہ شر کا انہیں بھیب رجب ہوا معلوم اُٹھا حجا ب کھلا راز ناہم منظوم  
نہ پھر خبیال کسی کا نہ ہوش رہتا ہے  
ریشہ بادہ وحدت کا ہوش رہتا ہے

تباہی میں نے کہ اس کا ہے خود مجھے انوار ملے ہے عشق حقیقی سے عاشقوں کو وقار  
نور بڑھاتے ہو تم اس میں گفتگو بریکار جواب اس کا دواب ہے اسی پہ دار و مدد  
کرو لحاظ نہ ایمان کے خلاف کھو  
تمھیں پہ فیصلہ اس کا ہے صاف صاف کھو

جو میری محبت کو تم نے خوار و زبوں مگر خدا کے لئے تم سے پوچھتا یہ ہوں  
مال عشق ہوا جن کے تن پہ ہے موز دل کسی حیں پہ کیا وہ نہیں ہوئے مفتون  
توں کا عشق وہ شاید خراب سمجھے ہیں  
پری وشوں کی عداوت ثواب سمجھے ہیں

دھنک کے سریہ بصد ناز بولا وہ مغور خدا کرے کہ یہ شک بھی تھا رسے دل کے ہو دوہہ  
و تھا بام تھیں خاصاں حق کا ہے منظور تھا راعشق اگر نامہ ہے تو ان کا نور

ایسپرِ دام ہوں تم شہید نماز ہیں یہ  
کہ تم حریص ہو دنیا کے پاکباز ہیں یہ

تمہاری دوسری خواہش ہے ان کا اونچیاں یہ جان نثار ہیں خاصاں حتیٰ نہ ہے اقبال  
غنی ہیں دولتِ دیدار سے ہیں مالا مال یہ محبیتوں سے ملتے نہیں ہیں بہرہ مال  
تجھیں کچھ اور طلب یہ آمال دیکھتے ہیں  
کسی حسین کا بتوں میں جمال دیکھتے ہیں

بتوں کے عشق میں تم کو زیاد ہے ان کو سودہ چھاں ان کا تمہاری طرح نہیں مدد  
امیشہ پڑھتے ہیں یہ سن مہ و شاہ یہ زُردہ  
نظر حبیتوں میں آتا ہے حبلہ مہربا  
بتوں پہ جان نہیں حتیٰ پرستیتے ہیں  
وہ اپنے شاہزادی کو دیکھ لیتے ہیں

کہا یہ سُن کے مجھے بھی یہی طریقہ سکھا ڈاں بتوں میں نورِ خدا دیکھوں کس طرح سمجھا  
پھنسا ہوں ذام میں دنیا کے دیند اربناو کہ میرے خضر بُنور استہ یہ محبت کرتا  
ستا و محب کو زیادہ نہ دو قلن مجکو  
پڑھانا ہو گا اب اُستاد یہ سبق مجکو

یہ سُن کے رکھ لے کافلوں پہ لاتھ گھبر اکر ہوا وہ بھر تھیتہ میں غرق اوڑھا  
کہا خدا کی قسم یہ نہیں ہے بلکہ خبر بتوں میں دیکھتے ہیں کس طرح خدا کو بشر  
یہ جانتا ہوں کہ آسان نہیں یہ منزل ہے  
فُنا ہے میں نے کہ عرفان خدا کا مشکل ہے

دیا جو اس مہ خوبی نے ایسا خشک جواب تو اشک آنکھوں میں بھرائے دل ہوا بیتاب  
کہا خدا کی قسم زیست میری اب ہے خراب ہذاب جائے کہیں مجکوموت آئے شتاب  
یہ آرزو ابھی کیا کیا نہیں دکھائے گی  
مُرا ایہ شوق ہوا اس میں جان جائے گی

خدا کو مان کے مجھ پر کرم کرو اللہ یہی بتاؤ کہاں جاؤں پوچھنے یہ را  
دمانِ خالی ہے ایسا ہے یا کئی ذی جاہ کہ محکوم رازِ محبت سے وہ کرے الگ

سناؤں دل کی حقیقت کے ہی کہدا  
 بناؤں خضر طریقت کے ہی کہدا  
 یہ سن کے بولا بصد لطف و مہروہ خوبیں بنائے دیتا ہوں یہ بھی تمہیں نہ ہو غلیں  
 دکھائے زور سے اپنے جو تم کو راہ یقین سمائے حضرت فراز جہاں میں کوئی نہیں  
 جس کو دیکھ لیں عارف نبایں اکدم میں  
 انہیں کے فیض کا دریا رواں ہے عالم میں  
 ہی ہیں خضر زماں رشک عیسیٰ دُوراں نہیں ہیں منبع انعام و متلزم اسماں  
 ہی ہیں ناصر دیں اور حسامی ایماں انہیں کے فضل سے ہونی ہیں شکیں ساں  
 انہیں کے انخوں بہا سیکر دوں سیر ہوئے  
 بخات ہو گئی جس کے یہ دستگیر ہوئے  
 ہی ہیں سرودِ عشق و رہبرِ عالم انہیں کے زبر جامیت ہیں کل بھی آدم  
 بلند آج انہیں کا جہاں میں ہے پر حرم انہیں کا بجا ہے ڈنکا ز ہے وقار و حشم  
 انہیں کی تابع فرماں تمام خلقت ہے  
 انہیں کی ملہنیتِ عشق میں حکومت ہے  
 صراطِ صبر و رضا پر ہی ہیں مستحکم ہی ہیں زینتِ بزم جہاں حندائی قسم  
 جوابِ دل ہیں نہیں حجور ہتے وہ ان کتم انہیں کا نام ہیں جیپے انہیں کا مجذب ہیں دم  
 انہیں کے عشق کا ان سے سوال کرنے ہیں  
 انہیں کا ذکر انہیں کا خیال کرتے ہیں  
 یہی ہیں مہرِ حقیقت انہیں کی ذات سے ہے کائنات کی زینت  
 انہیں کو دیکھ کے کھلتی ہے عیم پر غلط خدا نما ہے خدا کی قسم ہری صورت  
 انہیں کو دیکھ کے ماشی کی عید ہوتی ہے  
 کہ اس کو شاہزاد مطلق کی دید ہوتی ہے  
 انہیں پر کرتے ہیں فرمان اپنا دل عشق انہیں کے حسن پر دیتے ہیں جان اہل مانا  
 انہیں پر شیفتہ ہیں اہل شام و اہل عراق

غلام سیکڑوں ہیں ان کے غیرت فخور ہوئے جیں ملت میں حاجت روا یہی شہر  
جو ان کے در پہ گیا آیا بامزاد صدر عجب نہیں کہ بنائیں تمہیں بھی مالے زور  
کسی کا ہوش رہے گا نہ پھر وہاں حاکر  
بسانِ حضرت موسیٰ گرد گئے غش کھاکر

غرنگہ رہبر کاں کا تم نے سُن لیا نام مٹے شکر کبھی بارے تمہارے دل کے ہم  
اب اختیار ہے تم جاؤ اور تمہارا کام تمام ہو گیا بک بک ہیں دن قریبے کہ شام  
کبھی تو آنا ادھر بھی یہ بار دھرتا ہوں  
بہت ستاچکا تسلیم عرض کرتا ہوں

اکیٹ لا چھوڑ کے جس کو گیا جودہ گکرو یہ دیکھا ہیں نے کہ قابو سے دل ہے بغلہ  
جلگریں درد ہے بہتے ہیں خود بخود آنسو بدن بے گرم نہیں چین ہے کسی پہلو  
اواسی چھاگئی سامان عیش گرد ہوئے  
تشنج ایسا ہوا ہاتھ پاؤں سرو ہوئے

ہجوم درد دالم میں گھرا ول رنجور سدھا سے ہوش بھی اور عقل بھی ہوئی کافور  
ہاس اڑ گئے عنفتا کی طرح کو سوں در سبھوں نے چھوڑ دیا ساتھ ہو گیا مخمور  
پیکیسی لختی کہ یاد رہتا ایس نہ تھا  
سوائے حسرت و حرام کوئی جلیس نہ تھا

کبھی خیال ہوا خود کشی کرو مر جاؤ کوئی میں یہیں گر پڑو منہ بھی کسی کو اٹ دکھاؤ  
جنوں کا تھا یہ اشارہ کسب سے آنکھ چڑاؤ چلو یہاں سے بیا بیاں میں گھر میں آگ لگاؤ  
یہ ننگ دنام کا جھگڑا ہے اسکو پاک کرو  
بس ان قیس گریاں کو چاک چاک کرو

مگر ہے دل نے کہا یہیں ہے شکل مفر تمہارے داسٹے ہی سیر ہے یہی بہتر  
ایسی چلو شہ وارث کے آستانہ بہ کر دیہ عرض بھسد عجز اے جہاں پھر  
یہی ہوس ہے نہ در در پھر اؤشیدا اکو  
کہ اپنا دالہ اؤشیدا بنا اؤشیدا اکو

۔۔۔ (فتم شد) ۔۔۔

# فِي حُضْرَنْ وَارْتَشْ

المعرفة به

## آمِيلَنْهَهُ عَشْقَه

أَذْ

هر زا جهاد براهم بگیا صاحبته او اونش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت عاشق نے کیا کیا ستم ایجاد کیئے  
 بے گناہ نیل بہت عاشق ناشاد کیئے  
 دل ہزاروں ہفت ناوک بیداد کیئے  
 سستیاں پھونک دیں گھر سیکڑوں بر باد کیئے  
 سامری گروہے وہ شعبدے یاد اکڑیں  
 آگ پانی میں لگادیں یہ وہ جادو گڑیں  
 دشمن عقل سمجھتے ہیں انہیں ذی ادراک  
 شکنہیں اس میں یہ حضرت ہیں بلکہ چالاک  
 نام ان کے ہیں جفا جو ستم آ راسفاک  
 قتل میں عاشق بے جرم کے انکو نہیں باک  
 کھال پھنسنے کی بھی گہہ جان کسی کی لی ہے  
 بکھی سر کا ٹارکی کا کبھی سولی دی ہے  
 بجندہ ایں یہی حضرت متکبر طناز  
 بے دفنا نگدل و حیلہ گرو شعبدہ باز  
 باñی جو رو جھا کا رسٹگرد مبارز  
 پرڈ غاظت الم و فارغ نگرد فتنہ پرداز  
 دشمن جاں بھی ہیں چلاک بھی طڑاہی ہیں  
 بے مردت بھی ہیں سرکش بھی دل آزار بھی ہیں  
 دل عافن کوہی رکھتے ہیں غلکین داؤ اس  
 اپنے جینے سے وہ ہو جائے نہ کیونکہ بے آس  
 بدے خلعت کے اُسے گیر وادیتے ہیں دل اس  
 گھیرے رہتے ہیں اُسے منج والہ حست یا اس  
 غیند آتی نہیں رُورُو کے سحر کرتا ہے  
 زندگی اپنی صیبیت سے بس رکتا ہے

انقلاب آیا جہاں آگیا حضرت کا قدم  
ایسی وجہ ایسی ہے دم بھریں وہ صحبت بریم  
دوسرا تو دوسرت دکھائی نہیں دیتے ہدم  
عقلوں کو بھی دبوانہ بنادیتے ہیں

آشناوں کو یہ بیگانہ بنادیتے ہیں

نہ سُنی قیس کی فریاد انہیں حضرت نے  
ما فخر ہاد کونا شاد انہیں حضرت نے  
کی تھی منصور پہ بیدا انہیں حضرت نے  
عاشقوں کو کیا بر بادا انہیں حضرت نے  
مُسکراتے ہیں یہ عشق اگر روتے ہیں  
قصِ لبل کے تماشے سے یہ خوش ہوتے ہیں

بھی حضرت ہیں جخا پیشہ وظالم مغزور  
ڈشمن حنلی خدا ان کا اقبہ ہے مشہور  
دل و دیں نفت میں لینا ہے انہیں کا دستور  
دیکھ سکتے ہیں دم بھر یہ کسی کو مسدر  
عیش و آرام سے محروم سدار کھتے ہیں  
خوش مزاجوں کو یہ مخوم سدار کھتے ہیں

چین دم بھر ملے عاشق کو نہیں یہ سوور  
ام کو آرام کہاں دل میں ہو جس کے ناسور  
عمر بھر رہتا ہے غلین دپریشاں رنجور  
وہ کرے عشق جسے جان ہو دینا منظور  
صدہ ایادل عاشق پہ گذر جاتلے  
بے اجل اپنا گلا کاٹ کے مر جاتا ہے

الغرض محب کو تھی اس کوچہ الفت سے خبر  
حضرت عشق کے آئینہ تھے مجھ پر جو ہر  
وصفت جوان کے زبان زدیں مُسٹے تھے اکثر  
پر یہ قصہ ہے جُد اس بے جو گزر ابھ پر  
عقل جیراں ہوئی اک شعبدہ ایسا دیکھا  
سُینے کرتا ہوں جو آنکھوں سے تاشا دیکھا

بیٹھے بیٹھے ہوئی اک دن مجھے ایسی ابھیں  
جو سیم گل ہے ذرا پھولوں کا دیکھو جو بن  
جسی مددار ہیں وہ دل یوں ہی بھلاتے ہیں  
سیر کرتے ہیں گلستان کی ہوا کھاتے ہیں

یہ خال آتے ہی پھر گھر میں کہاں ملکو قرار  
پاس کے باغ تھا دیکھی یہ دہان چاکے بہار  
رقص طاؤس کہیں ہے کہیں کوئی کپکار  
شاخِ گل پر کہیں بلبیل ہے چمکتی ہر بار  
وَبَدِیں کبکے ری کانیا انداز کہیں  
چھپے کرتے ہیں مُر غان خوش آواز کہیں

ہر بھر پر تھا وہ جو بن کہ زہے شان خدا  
جن کے پتوں کی نزاکت تھی مغلوں سے بھی طا  
ریگ ہر پول کا نایاب تھا بُصل علَّا  
مغل توکل غار بھی بلبیل کی زبان تھا مگویا  
کلیاں ٹیکیں تو یہ حیرت مجھے ہو جاتی تھی  
جلترنگ بجتا ہے جیسے یہ صد آتی تھی  
فلل گل آئی تھی پھولوں سے بھرا تھا وہ جن  
تختہ لالہ کا کہیں تھا کہیں نسرین و من  
کہیں داؤدی کسی جا پہ کھلی تھی سوئں  
اک اوداہٹ پ فقط کے تھے لاکھوں جو بن  
یوں تو مغلروہیں سمجھی ناز و نزاکت والے  
پر غصب ہاتے ہیں یہ سانویں ریگ والے

تھی کہیں تختہ نرگس پر قیامت کی بیار  
پائے صحت یہ فنا دیکھے جو کوئی بیمار  
یہ جو عالم نظر رہا یا نہ رہا دل کو قرار  
آہ کی میں نے کلیجہ میں اٹھا درد اک بار  
چوت کھائے ہوئے دل پر جو یہ آفت آئی  
یہ جگر تھام کے سمجھا کہ قیامت آئی

دیکھ کر سنبھل پُر بیج کو سو دایہ ہوا  
آگئی یاد کسی گل کی مجھے زلفِ دوتا  
دید گل سے مجھے دشت ہوئی گھبرانے لگا  
دل کو بلبیل کی طرح ضبط کا یار نہ رہا  
زخم دیرا شہ پہ تازہ لگان شترا یا  
اشک بہنن لئے تڑ پا دل مضطرا یا

دیرک میں لمب جو رو یا کیا زار و نثار  
آکے سمجھا تا دہان کون تھا اپنے انخوار  
دل کو خود اس طرح بہلانے لگا آخر کار  
عاشقانہ پڑھے اشعار پڑھانے دو چار  
سر بسر جن کے مضا میں میں بست کئے تھے  
تذکرے گز رے ہوئے عشق و محبت کے تھے

تھا یہ ہر بیت کا مطلب کہ محنت نہ کرو  
 لگنی خوبی عاقاں میں ایمان نہ دو بخدا عشق بتاں کفر ہے خالق سے ذردو  
 یہ سیناں بہاں کام نہیں آتے ہیں  
 دل و دل لیتے ایں اوصاف لکھاتے ہیں  
 اسی عرصہ میں یہ ناگاہ سئی بیس نے مدد کرو  
 کی جو نیرت سے ہر اک سمت نظر کیا دیکھا اک عوال ہے جو توکل کا لگائے تکیں  
 شیر کی کفل بچلے دہب شیر بیٹھا ہے  
 پاؤں پھیلائے ہوئے زیر شجر بیٹھا ہے  
 اُس کے پھرے سے عیاں تھا کہ یہ بیکسے ہوئی  
 مال دنیا نہیں گوپاں پہے دل کا غنی!  
 یہ نے یہ شان خیروں کی نہ دیکھی تھی بھی  
 لئے ہی آنکھ ہوا رب سا مجھ پر طاری  
 اپنی بے اکیوں پر خود مجھے افسوس ہوا  
 پہلے تسلیم کی پھر دڑکے پا بوس ہوا  
 پھیر کر باعث مرے سر پر دہ فرمائے تھے  
 یہ بنا دا بھی اشعار پڑھے تھے کیے  
 خوش رہو بابا خدا چین دے آباد کے  
 یہ بتا دا بھی اشعار پڑھے تھے  
 حضرت عشق کی تم نے جو نہست کی تھی  
 کیا خطاؤں سے ہوں یہوں یکاٹت کی تھی  
 غزل کی یہ نے کہ بیک یہ ہوا مجھے قصور  
 حضرت عشق کو اچھا نہیں سمجھا میں حضور  
 کیوں کہ انسانے تو حضرت کے ہیں لاکھوں شہر  
 دل سے بر بادی عشاق ہے ان کو منظور  
 قیس بیچارے کو یہ بے سرہ سامان کیا  
 در بدر ما را پھرا ایسا پریشان کیا  
 کوہ کن کو انبیس حضرت نے بنایا مزدور  
 ایسے عمدے دیئے آخر نہ بچا وہ رنجور  
 قصہ حضرت یعقوب ہے کیسا شہر  
 بھر یوسف میں رہئے ہوئیں آنکھیں بے نور  
 بے سبب شاہوں کو محاج بنایا اس نے  
 آپ ہی کہئے زندگا کو سنا یا اس نے

قتل منصور ہوا عن پکبے جرم دگناہ کیا نہیں گزری ہے سرمدی اذیت جانکاہ  
شمس تبریز کو برباد کیا خاطر خواہ لاکھوں عثاث یونہیں مر مٹے انا اللہ  
صبر کرتے رہے دم عشق کا بھرنے والے  
تھے بڑے مرد خدا بخشے وہ مر نیوالے

سُن کے فرمایا کہ یعنی کہہتا تھا نے بابا عمر بھرتا منا ان سب کو مصیبت کارہا  
جان بھی دے دی مگر یہ تو کہو بہر خدا حضرت عشق کا شکوہ بھی کسی نے ہے کیا  
کسی عاشق نے بیاں اپنی مصیبت کی ہے  
حضرت عشق کی بھولے سے شکایت کی ہے

عزم کی میں نے بجا آپ نے یہ غب کیا بے قصور ان کو یونہیں کہدوں یہ کیدکر ہو گا  
آپ کا کہنا سر آنکھوں پہ ہے لیکن دانتا اعتراض اس پر ہے غم آن کو ہوا یا نہ ہوا  
گوشکایت نہیں کی یہ ہی بھی جبر کیا  
دل پر صدمے تو ہے اُف جونہ کی صبر کیا

سُن کے پہلے ہوا خاموش وہ عالمی درجات پھر یہ فرمایا تمہاری ہے جہالت کی بات  
کیا اسی دھن میں ہو رہتے متفرگ دن رات مفت میں کھوتے ہو کس داسٹے اپنی اوقافت  
عقل بالکل نہیں سمجھا تھا میں بخیڈہ ہو  
عاشقوں کو رہا غم اس لیئے رنجیدہ ہو

کھوں کے کان سُنو قیس کا پہلے ذکور کچھ دنوں رنج رہا اُنفت لیے لے ایں ضرور  
حضرت عشق نے آخر کیا ایسا مسرور نظر آنے لگا معشوقِ حقیقی کا ظہور  
دنکر عقبے اگی نہ باقی رہا غم دنیا کا  
اُس نے دعوی کیا خوش ہو کے آنا لیلی کا

اُب تھیں کہدو یہ ایمان سے اپنے اس نام حضرت عشق کی محنوں پر یہ شفقت ہوئی کم  
اپنا معشوق وہ خود ہو گیا اللہ رے کرم کیا سے کیا کرو یا رنجیدہ ہوا یا خرم  
حضرت عشق کی مگر یہ نہ عذایت ہوتی  
رشک عثاث نہ ہوتا نہ پُشت ہوتی

بی کیا حالتِ فرسرہ اد پ تم نے کچھ غور  
تیشہ خود مارا تھا یا اس پر کسی نے کیا بھر  
وہ سرا فراز ہوا تم اُسے سمجھے کچھ اور  
تبرکات نے ہی سے کھل جاتی ہیں آنکھیں نل لڑا  
مُرد ہے جان کو اس سماں میں جو کھوتا ہے  
وصلِ مشوقِ حقیقی سے یونہیں ہوتا ہے

دی جو یہ حضرتِ یعقوب کی تم نے تسلیل  
آدھا قصہ کہا مجھ سے سنو پری تفصیل  
ناگواراں کو تھی گرفتار قتال نہیں تسلیل  
پر بڑے صبرے کی حکمِ حند اُکی تفصیل  
حضرتِ عشق کی اُن پری ٹھایات ہوئی  
آنکھیں روشن ہوئیں یوسفؑ کے ملاقات ہیں

سُن پکے ہو گے یہ منصور کا قصہ نہ اکثر  
رُنج و غم کیسا انا لحق کی مردال تھی لب پر  
دار پر کھینچ پا مگر پہلے لگائے بھر  
شوقِ مشون سے ملنے کا ضرور اس کو تھا  
ہوش کیا ہوئے وحدت کا سرور اس کو تھا

کہاں نے فقط انسان کو نہیں صدے دیئے جائز بک نہیں حضرت کے ہیں پہنچے میں پہنچنے  
قری چلا یا کرے کب ہیں یا اس کی سُستہ کون دکھ دیتا ہے دُشمن ہیں بھی لمبُل کے  
ایسی حالت پر جو دشمن بھی ہیں وہ روتے ہیں  
اُگ پر کب دری لوٹے یہ خوش ہوتے ہیں

شاہِ صاحب نے کہا بند کرو اپنی زبان تم سے بڑھ کر کوئی دُنیا میں نہ ہو گانا داں  
چھپے کرتی ہے لمبُل ہے مستر کا نشان یہ زبردستی ہے تم کہتے ہو اس کو نالاں  
تم نے قری کی جو پر ورد صدائیں لی ہے  
شکروہ کرنی ہے تم کہتے ہو یہ روتی ہے

پھر کہا میر نے کہ ایمان سے کہیے تو ذرا رُذاع یہ کس نے ہے بالے کے جگریں ڈالا  
کس لئے نرگس بیمار کو خیس رہاں رکھا بھی جھوٹوں بھی یہ پوچھا کہ ہوا کیا اقتضا  
بھی لازم ہے کہ مافحت کے مددگار ہوں  
بنج کھا یا کرے سُسبل یہ خبر دا نہ ہوں

شاہ جی بولے کہ نرگس کو نہیں کچھ آزار  
شوق میں دیکھ رہی ہے کیسی محل کا زکھار  
داغ لائے کے جبکہ نہیں بابا بیکار  
معن تو ہے کہ انہیں سے ہے گلستان کی بہار  
مرتبہ لائے اس داغ سے ایسا پایا  
شکل موٹی ہے یہ گویا یہ بیضنا پایا

غرض کی یہ تو نہ ماں گھا میں حاشا اللہ  
حضرت عشق نے واللہ کیا سب کو تباہ  
غم بھر چین نہ پائے یہ بتاتے ہیں وہ راہ  
شاہ صاحب نے کہا کیسے ہو کج فہم تم آہ  
حضرت عشق نہ ہوتے تو یہ عزت ملتی -  
نہ حُند امْتَانَة انسان کو شرافت ملتی

پھر کہا میں نے یہ حضرت ایں بلا کے چالاک  
بو لئے تم دور رہوان سے کہ ہر ذی ادراک  
عرض کی میں نے بھی کرتے ہیں انسان کو ٹاک  
بولے بے عشق نہ جائے گا کوئی کہا تہ خاک  
میں نے دعویٰ کیا دشمن بنی آدم کے یہ میں  
ہنس کے فرمایا بد گار دو عالم کے یہ میں  
غرض کی کرتے ہیں عاشق کو یہی خاک بُسر  
شاہ جی بولے یہ تہمت ہے سراسر ان پر  
پھر کہا میں نے چھپتے ہیں یہ دل میں نشتر  
شاہ جی بولے شفادیتے ہیں مرہم بن کر  
جل کے میں نے یہ کہا جان بھی لیتے ہیں  
بولے معشووقِ حقیقی سے ملا دیتے ہیں

کہا میں نے کہ یہ دمبار نہیں بولے نہیں  
بے دنا اور دغا باز نہیں بولے نہیں  
یہ جفا کار و ستم ساز نہیں بولے نہیں  
بے دنا اور دغا باز نہیں بولے نہیں  
کہا میں نے یہ جلاتے ہیں کہا یہ بھی غلط  
کہا دیوانہ بناتے ہیں کہا یہ بھی غلط  
کہا خونزیز ہیں فسر مایا کہ غنوار ہیں یہ  
بے مرقد جو کہا بولے وفا دار ہیں یہ  
جنگو ہیں تو کہا سب کے مد گمار ہیں یہ  
کہا منور و روت کرنے لگے دلدار ہیں یہ  
کہا ناطق المیں تو فرمایا کہ مادل یہیں  
کہا دشمن تو کہا یاری کے قابل یہیں

جل کے میں نے کہا پھر کیوں ہیں یہ عاشق رنجور      شاہ جی نے کہا با بانہیں تم کو ہے شور  
عاشقوں کا ہے زمانے سے نرالا دستور      یاد دلداریں رہتے ہیں وہ ہر دم سرو  
کچھ مزا عشقِ حقیقی میں ہے ایسا با با  
شادر ہتے ہیں سدا عاشقِ مولا با با

مختصر یہ کہ نہ کرنا کبھی اب      ایسے کلام      حضرتِ عشق کو بے کار کر دے گے بذنام  
یہ نہ کچھو کہ مصیبت میں ہیں عشاں تمام      کوچھ عشق ہیں ایدا بھی ہے ان کو آرام  
کس خوشی سے یہ علم و رنج والم سہتے ہیں  
سرنگوں بر سر تبلیم و رضارتے ہیں

شاہ صاحب کی زبان سے جو یہ تقریر سنسنی      پُرگانی جو مجھے عشق سے تھی وہ نہ رہی  
پھر ادب سے یہ کہا میں نے کہ تکلیف تو دی      ایک شک اور ہے سُن یا مجھے مجھے وہ بھی  
ایسے عشاں بھی دیکھے ہیں جو گھبراتے ہیں  
ماشقی کر کے پیشان ہیں پھرتاتے ہیں

سب کو رو در کے ناتے ہیں یہ اپنا احوال      مہ جیناں جہاں نے کہا ہم کو پا مال  
جانتے پہلے سے گرفت خواب کا مال      عاشقی کیسی کبھی دل میں نہ لاتے یہ خیال  
کس کے آگے کہیں پُر درد کہانی اپنی  
کچھ نہ چل پا یا مٹا بیٹھے جوانی اپنی

ہنس کے فرمایا کہے دیتا ہوں یہ گوش گزار      تم سمجھنا کبھی ایسوں کو نہ عاشق زنہار  
عشق سے پیٹ کے بندوں کو بھلا کیا سڑکار      مستقل کوچھِ الفت میں ہے رہنا دشوار  
ثرم اس کی نہیں بات ہوئے نہ کھوئی اپنی  
والہوں چھوٹ کے بھاگے ہیں لنگوٹی اپنی

یہ وہ منزل ہے کہ نکل ہے جہاں رکھنا قدم      سر بکفت رہتے ہیں اس کوچے میں عاشق ہر دم  
لاکھ ہوئے انہیں ایدا غشم و رنج والم      پاؤں ڈگ جائیں کبھی یہ نہیں عاشق کا دھم  
جو دراغم سے مجنت میں وہ صادق کہے  
جان ہو جس کو عَزْزِ زیر وہ عاشق کہے

ہو کے معقول کہتا ہیں نے کہ ماشا اللہ خوب تکین مری آپ نے کی خاطر خواہ  
آپ تو خضری میں مجسکو جو بتائی یہ راہ بعج گیا درنہ میں ہو جاتا اسی شک میں تباہ  
تھے ہے یہ تن و مکانے بھی نہ عزت پائی

آپ سے عشق حقیقی کی سُنی وہ مدحت پہلے جوشک تھے وہ جاتے رہے لیکن حضرت  
خود بخود دل میں یہ پسدا ہوئی اپنی حسرت اک نظر اُس بُتِ عنای میں دیکھوں صورت  
بُورہی ساری خدائی میں ہے ثہرت جگی  
کی تھی مولیٰ نے سرلمور زیارت جس کی

دیر کے بعد یہ نسرا یا کہ خاموشی رہو ہوش میں آؤ ذرا اپنی حقیقت دیکھو  
سخت مشکل ہے میہنزہل نہ قدم آیں عرو عشق مولا ہے کھن حوصلہ اس کا نہ کرو  
لامکھوں عاشق میں مگر قیس کے ہم کھمیں  
فلزم عشق حقیقی کے شناور کم میں

خنتیاں ہمیں کے مردان حندانے کیا کیا اک نظر اُس بُتِ عنای کا ہے حبلوادیکھا  
بیٹھے بیٹھے یہ تمہیں ہو گیا سو دا کیا عشق مولیٰ کو بجا زی کی طرح کیا سمجھا  
بڑی مشکل سے نکلتا ہے یہاں بابا  
صل مشووق حقیقی نہیں آساں بابا

اُس جوں نے مجھے ایسا دیا سو کھایا یہ جواب اشک بہنے لگے پہلو میں ہوا دل بیاب  
جوڑ کر ہاتھ کہتا ہیں نے کہ للہ جناب یہ فرمائیے جس سے مری مٹی ہو خراب  
نہ مدد کی تو یہ مست با یعنی ہستی میری  
اُب نہ یوں چھوڑیے سنجھدار میں کشتی میری

ثناہ جی بولے سڑی سے ہے پڑا ساتھ آج یعنی ضد ہے کہ دُنیا میں نہیں جبر کا علاج  
چیز دہ مانگ کہ جس کا ہے زمانہ محاج کہیں ہو سکتا ہے یہ بھی کہ ابھی ہو مسراج  
لطے جو ہوتی نہیں برسوں میں یہ منزل ہے  
صاف کہتا ہوں کہ عرفان خدا مشکل ہے

روکے میں نے کہا اچھا نہیں اب اس کا آہل      کچھ بیاں کرنہیں سکتا کہے دل کا کیا عامل  
بے چہری ہوتا ہے افسوس مگا میرا حلال      جان دیدیوں گا جو پورا نہ کیا میرا سوال  
آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا نہ گھر جاؤں گا  
اک نظر اس کو نہ دیکھوں گا تو مر جاؤں گا

ون کے یہ شاہ جی پہلے تو ہوئے کچھ بیزار      پھر یہ فرمایا نہیں عحتل سے تم کو سردار کار  
جان دینے پہ جو تم ہو گے بابا تیار      اس طرح ہو گا میستر تمہیں اس کا دیدار  
اُس کو پردہ انہیں تکلیف اگر ہے تم کو  
لا ابالی ہے وہ سر کا رخ بر ہے تم کو

کہا میں نے کہ بجا سب ہے یہ ارشاد حضور      پر مجھے اس دل م Fletcher نے کیا ہے مجبور  
وصل مشکل ہے اگر فیض ہوا تنا تو ضرور      کسی پر دے میں دکھا دیجئے اللہ وہ نور  
خش کسی طرح سے میرا دل منوم تو ہو  
کس کی صورت پہ ہوں شہیدا مجھے معلوم تو ہو

بولے یہ ہو گا نہ گھبراؤ ذرا صبر کرو      رحم آتا ہے مجھے دیکھو کے م Fletcher تم کو  
اثک پوچھو مرے پاس آؤ پریشان نہ ہو      لو اس آئینہ میں تدریت کا تماشہ دیکھو  
نظرِ احبابے گی بابا وہی صورت تکو  
ابھی گھل جائے گی اس بُت کی حقیقت تکو

یکے آئینہ جو دیکھا تو ہوا دل کو قرار      ایک خوش روشنی سر آیا مجھے ایسا دلدار  
پوچھا کیا دیکھتے ہو میں نے کہا جلوہ یار      بولے خاموش کسی پر نہ کھلیں یہ اسرار  
بات گو عن ہے مگر چاہیے دمہت تکو  
دار پر کھیجنے نہ دیں اہل شریعت تکو

ابتو مسہ مانگی مراد آئی گیارخ و ملال      دیکھو دم بھر میں خدا نے کیا کیسا افضل  
اور اک تم کو یہ گرتا ہوں نصیحت فی الحال      عمر بھرا ب آئی صورت کا رہے دل بی خال  
شو ق حوروں کا ہوے خلد کی جا گیر کا ہو  
ذمہ آ خردی تصور اسی تصویر کا ہو

شاہ جی باغ سے جانے لگے جب یا کہکر  
پہنچئے رہتا ہے قیام آپ کا کس جا اکثر آپ کا نام ہے کیا؟ اس کی تو ہو جلے فر  
بہنس کے فرایا کسی سے بھی نہیں ورنہ میں ہیں  
فیض فارث مجھے سبستہ ہیں شہوں میں

الغرض مجکو یہ سمجھا کے وہ خصت ہوئے جب  
با غ سے میں بھی خوش آیا کہ برآ یا مطلب  
دستول نے یہ سنا حال تو ششدار ہوئے سب  
بھن اچا ب یہ بولے تمہیں چھوڑ دینے گے نا پ  
بات جو کام کی ہے وہ تو سنا وہم کو  
دیکھا آئینہ میں کس کو یہ بتا وہم کو

اُن سے میں نے کہا اس میں نہ کرنا اصرار شاہ جی کہہ گئے ہیں نام نہ لوں گا زندہ  
پھر کہا سب نے اگر ہے تمہیں اس کا انکار جملہ اُس کا سر اپا تو کرو گے انہار  
کچھ تو معلوم ہو آخر وہ معہہ کیا تھا  
کیسی پوشاک تھا پہنے ہوئے نقشہ کیا تھا

کچھ مجھے بن نہ پڑا سب نے یہ مجبور کیا آخر اما مر کہتا سنئے سر اپا اُس کا  
مر سے پاتک تھا وہ قد نور کے سانچے میں ھلا حُسن وہ تھا جو کسی نے کبھی دیکھا نہ سنا  
اسی نظر وہ میں سائی ہے وہ مت اسکی  
کہ بیان کرنہیں سکت ایں حقیقت اسکی

بحدا نور سے متور تھی وہ زلف سیاہ رُخ تھا کر ہر منور تو جیس غیرت ماہ  
ابرؤں پر مہ نو کا ہوا دھو کا وَاللہ آنکھیں دیکھیں تو زبان سے مر لئیں گا آہ  
دیکھ کر اپنا اُنہیں آنکھوں نے مائل مجکو  
بحدا تیر نظر سے کیں الگا مائل مجکو

یہ کہاں منہ ہے مرا میں جو کروں و صفت ہیں چشمہ فیض تھا اماغنچہ نسرين و سمن  
دُر دندال کا بیان کیا ہو جو دیکھا جو بن دل من داند و من دانم و داند دل من  
یہ ارادہ ہوا کچھ اور نہ سامان کرو  
کہا لو ہیسے کی کہی جان کو قربان کرو

ماحت چاہ ذقن ہو یہ کہاں ہے مقدور      کر دل گردن کی صفت یہ بھی نہیں مجکو شور  
 طرد کی شمع ہے کیا چیز کہاں آئیں یہ نور      وہ گلا دیکھا ہے جیسے ہے مرے دلکو مر  
 نہیں آنکھوں سے عجب شان خلائی دیکھی  
 حت یہ ہے بادہ وحدت کی صراحی میکھی

کل حیناں جہاں سے تھا حسیں وہ گلفام      وضع سادی تھی مگر باندھ تھا رنگیں احمد  
 یہ بھی چہرے سے عباں تھا کہ وفا کا نہیں نام      اپنے عاشق کو دیا ہو گا ذاں نے اس نے اس  
 ظاہرا شوخ بھی خوش رو بھی بڑھ دار بھی ہے  
 پر قیامت کا جھاؤ جو ہے دل آنار بھی ہے

نام لوں گا نہیں اس بات پہ نارہن ہو      کہہ دیا حال سر اپا بھی سُنا یا اب تو  
 ذکر جس کا ہوا ہجھاں لو تم خود اُس کو      چاہے ہمیری طرح عشق کرو یا نہ کرو  
 میں نہیں کہتا مزا چاہ میں کیا ہوتا ہے  
 پہلے سنتے تھے یہی عشق برا ہوتا ہے

اب یہ حالت ہے کہ خود جان ہے اپنی دو بھر      روز کہتا ہوں اُسی گل سے مخاطب ہو کر  
 نے مرے وارث و آٹا مرے بندہ پور      تیری صورت کونہ بھولے ترا سیدادم بھر  
 زندگی بھرنہ کسی رشک پری کو دیکھے  
 ہے نمنا دم آخربھی تجھی کو دیکھے

### تمام شد

فیض وارث المعروف بـ آئینہ عشق در درست مُرشد برعنادی مطلق عالم  
 علیم طریقت ماہرِ موزِ حقیقت واقع اسرارِ خلقی و جلبی جانب حضرت حاجی حافظ  
 سید وارث علی شاہ صاحب قدس رہ

# دَا سُوكْتَ شِيدا

از

مرزا مُحَمَّد بِرَاهِيمْ بِنِيگْ صاحبْ شَهْيَارْ فَيْضِي

# ہوَالوارثُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کبھی ایسے بھی تھے اُفت کا نہ دم بھرتے تھے      کسی معشوق کی صورت پر نہ ہم مر تے تھے  
 شوخ چشمتوں کے نہ کوچے میں قدم ھرتے تھے      عیش و آرام سے دن رات بس کرتے تھے  
 ہجر کاغم نہ تما۔ے شبِ یوں تھی  
 چین سے سوتے تھے کچھُ بُخ نہ تھا راحت تھی

عشق کا نام بھی کاں سے سُنا تھا نہ کبھی      دیکھتا تھا اکبھی بھولے سے نہ صورت اچھی  
 کبھی کا ہے کو مرے دل کی تھی حالت ایسی      داستانِ عشق کی سُننے سے مجھے نفرت تھی  
 یوں جگر حسن پرستی یہ نہ خوں ہوتا تھا  
 قیس و فرباد کے قصہ سے جنوں ہوتا تھا

نا لِ بُلِ سُبیلِ شیدا پہنسی آتی رہتی      شاد ہوتا تھا وہ جب درد سے چپلاتی تھی  
 کبھی کا نوں کونہ قمری کی صدا بھاتی تھی      صحن گلشن سے طبیعت مری گھبراتی تھی  
 نظر آجائتے تھے لا لے کے جہاں بلغ مجھے  
 وحشت انگیز ہوا کرتا تھا وہ بلغ مجھے

باغِ عالم میں کسی گل کا نہ تھا مجھ کو خیال      سبیل آسانہ پریشان تھا نہ تھا دل کو ملال  
 صورتِ سبزہ ہوا تھا نہ کبھی بیس پا مال      سبیل نرگس نہ تھا حیراں نہ طبیعت تھی نہ ملال  
 نہ میں اجباب میں دل شادر ہا کرتا تھا  
 سردوں کی طرح میں آزاد رہا کرتا تھا

پا سے کی جو حسینوں نے کبھی مجھ پر نگاہ  
 شکھیں دکھدا ہا نخا جھنچھا گئے نہیں خاطر خاہ  
 لف آن کی نظر آتی تھی مجھے مار سباہ  
 چشمِ غمود کی الفت کو سمجھتا اسی آگناہ  
 دلوں لخانہ کسی بست کی محبت کا مجھے  
 بخدا شوق تھا دن رات علامت کا مجھے  
 زخمِ ہجرتِ سماج کو نہ تھا نے وصال  
 نکسی شوخ کی حسرت نکسی گل کا خیال  
 شرق لئے کا کسی سے فنا نہ چھٹئے کامال  
 محو تھا آئینہ میں دیکھ کے خدا پنا جمال  
 گردشِ چرخ سے برگشتہ جو لقیدیر ہوئی  
 جان بانے کی نئی شکل سے تمہیر ہوئی  
 بہر باندھیں ایک روز مجھے بہر سہراہ  
 ایک دردیش نفر آپ پریشان نگاہ  
 چشم پڑا بہبُر سو خدہ کپڑے بھی سیاہ  
 مضطربِ جان سے بیزار تھا اور حال تباہ  
 لب پر اُن اُن کی صد اجان کو دکھرتا تھا  
 دنوں باخوں سے جگر کپڑے ہوتے رہتا تھا  
 مرد کاں جو کیا اُس کو مرے دل نے قیاس  
 پوچھا آداب سے کس واسطے ہیں پا داس  
 اتنی آپ نے یہ کس لئے پہننا ہے لباس  
 اُل دُنیا سے کوئی چیز نہیں آپ کے پاس  
 لمر سے بے گھر کیا انوس دل آزادی کی  
 ہ تو فرمائیے کس نے یہ جناہ کاری کی  
 اور اس بات پر وہ روئے لگے زار و نزار  
 دیر کے بعد کہا مجھ کو نہیں صبر و قرار  
 میں اسی دل کی بدوالت ہوا ایسا لاجاہر  
 کو بکرو خاک بس رہنے اپڑا آحسن کار  
 طا ہر آزادی ہے بامن ہیں قلای ہے  
 مرضِ عشق کی بابا مجھے بیا کی ہے  
 حضرت عرش نے دیوانہ بنایا ہم کو  
 گھر سے نفرت ہوئی غش آتی ہے صمرا ہم کو  
 بیٹھے بکھلائے کیا ملت میں رسو ہم کو  
 اب دکھائی نہیں دیتا کوئی بنا ہم کو  
 دوستوں کو مری صورت کے ہے نفرت ایسی  
 بات کرنا بھی گوارا نہیں الفت کسی

جب سے جوگی ہوئے اور تن پر ملا ہم نے بھجوت  
دم بخود ہو گئے یہ لب پر لگی مُہر سکوت  
بن میں کہہ سار میں چلاتے ہیں اور ورنے ہیں  
دیں کی دمن میں بھجن گلتے ہیں اور ورنے ہیں

سُن کے یہ مال ہوئی اور بھی حیرت مجھ کو جی میں آیا کہ ذرا عشق کی حالت پر چھو  
ان سے چرچ نہیں ہات سنی یاد رکھو پھر کہا شاہ جی کہہ دیجئے حقیقت اب از  
عشق کہتے ہیں کے کوئی آفت یہ ہے  
جان بھی عشق میں جاتی ہے قیامت ہے

عشق ہے نام کسی شہر کا یا انسان ہے عشق ویرانہ کو سب کہتے ہیں یا جوان ہے  
ہے لگدا یا کسی استیلم کا یہ سلطان ہے چیردا نا ہے جواں مرد ہے یا نادان ہے  
عشق دردیش ہے بجدوب ہے یا کال ہے  
عشق عالم یہ کسی علم کا یا جاہل ہے

کیا کسی بزم کا یہ تمع شبتان ہے عشق یا کسی باغ کا یہ مرغِ خوش الحان ہے فرش  
مقصد بسید ہے یا مطلب قرآن ہے عشق کسی کافر کا لقب ہے کہ مسلمان ہے عشق  
گلِ خشنگ ہے یا خلِ مردار ہے عشق  
رندِ غور ہے یا زادہ اہم ہے عشق

ماں ہی مشرع ہے یا زندگی خرامات ہے عشق باعثِ امن ہے یا موجبِ آفات ہے عشق  
دن کی ہماری ہے یا مرگِ مفاجات ہے عشق بجز خسار ہے یا چشمہ نظمات ہے عشق  
ساتھ کیا رہتا ہے سبکے یہی تہہ کی طرح  
ہے کہیں اسکان خاں سد سکندر کی طرح

حد کی قسم ہے یا قوم پریزاد ہے عشق موںِ ملن ہے یا بانیِ بیداد ہے عشق  
بھی پاہند ہے یا خود سر و آناد عشق جو ہر تنخ ہے یا کوئی جلا ہے عشق!  
یہ جھاکار و ستمگار ہے یا قادر ہے  
کسی مخلوم کا یہ نام ہے یا قائل ہے

بُشِّير ہے یا خجھہ بُراں ہے عشق      بُجُبُل زار ہے یا شیرنیستاں ہے عشق  
 فرود ملک ہے یا رستم دراں ہے عشق      سبب کفر ہے یا قوتِ ایماں ہے عشق  
 جلوہ نہ ہے یا ناشر بار ہے یہ      صاحبِ سمجھ ہے یا مالکِ زناہ ہے یہ

گبر کا قول ہے یا حکمِ شریعت ہے عشق      سبب فخر ہے یا باعثِ ذلت ہے عشق  
 حملہ کتے ہیں انسان کی شامت ہے عشق      عقلائیت ہے عشق      اس کا عحدہ نہ کسی سے کبھی زناہ کھلا  
 اہمِ عظم کی طرح اس کا نہ اسرار کھلا

رُعد ہے بُرت ہے یا بر گہر بار ہے عشق      پیسے پیسے کو ہے مفلس ہے کہ زدار عشق  
 قهر خالق ہے یا رحمتِ فقار ہے عشق      کبی توہم جفا کار لامسہ دار ہے عشق  
 نامِ در در کے خردمند سدا یتے ہیں      ملکِ الموت سے نسبت اے کیوں یتے ہیں

کسی بُت خانہ میں کرتا ہے یہ بُت کا پوجا      خود ہے اوتار کہ قائل ہے یا اوتاروں کا  
 اہلِ تسلیث ہے یا کیا ہے مقولہ اس کا      وعظ کہتا ہے کہیں یا کہنا تاہے کتنا  
 مسئلہ میں کبھی توحید کے کچھ کہتا ہے      مُعْتَكَف کعبہ کا ہے دیر میں یا رہتا ہے

کہیئے جو کچھ کسی عاقل سے سُنی ہو تقریر      زہر ہے یا کوئی مجنون ہے یہ پُرنا شیر  
 باخیں ہے کوئی جس کا نہیں دنیا میں نظر      یادہ بُوٹی ہے بنائیتے ہیں جس سے اکیر  
 بہمید کھلتا نہیں اس کا کوئی کیا بات ہے یہ  
 جاننے والے میں چپ کیا طلاق ہے یہ

مُسکرا یا مری ڈان باول پر دہ عاشق زار      بھر کے اک آہ کہاتیرے مقدر پر ثار  
 شکر لازم ہے خدا کا بتحمہ ہر لیل و نہار      دل کو تیرے نہیں اس درد سے ابک سروکا  
 عشق کا رنج ہر اک غمے جُدا ہوتا ہے  
 عشق بھولے سے نہ کرنا یہ بُرا ہو کہ ہے

یہ دن ار بھیں اس کی ہے طو طے کی گاہ      جان یہ لیتا ہے یا مفت میں کرتا ہے تباہ  
 جس کا رہبر ہوا کر دیتا ہے اس کو گمراہ      دہی کافر ہے مسلمان جو کرے اُلکی چاہ  
 نقد جاں کیلے قزاق ہے رہن بھی یہی  
 دین دایمان کا برجاتا ہے دشمن بھی یہی  
 یہ وہ کافر ہے نہیں جبکہ ذرا خوفِ خدا      خون نامن بھی اسی کی ہے عدالت میں  
 رحم کرنا نہیں آتا ہے بجسز جور و جفا      ناک چھنڑتا ہے گھیوں کی حسینوں سے  
 آشناوں کو یہ بیگانہ بنادیتا ہے  
 ماتلوں کو یہ دیوانہ بنادیتا ہے  
 بادشاہوں کو بناتا ہے یہی عشق گذا      کر دیا پر وہ نشینوں کو اسی نے رُسو  
 مہ جھینوں کو اسی نے ہے دیا دلاغ نیا      بخدا عشق نہیں دوست کسی کا حاثا!  
 کسی عاشق پر نہ بھولے سے کرم اپنے کیا  
 قیس و فرhad پہ کیا کیا نہ ستم اس نے کیا  
 خسر و عالم ایجاد یہی عشق ہوا      جلوہ حُسن خداداد یہی عشق ہوا  
 ہوشمند دل کا بھی اسنا د یہی عشق ہوا      کہیں شیریں کہیں فرماد یہی عشق ہوا  
 ہر جگہ چال نئی مورے چلتا ہے یہ  
 سو سو انداز کے برد پ بدلتا ہے یہ  
 کہیں قاضی ہے پر بتا ہے کہیں بادہ فروش      کہیں زاہد کہیں عابد ہے کہیں یہ میونش  
 کہیں سالک کا سلوک اور کہیں مذوق کبوش      محل صوفی مئے وحدت کے کہیں یہ مدھوش  
 شعلہ نار شر بار کہیں نور کہیں  
 صورتِ حضرتِ موعیٰ ہے کہیں طور کہیں  
 لئن ترانی کبھی کہہ اٹھتا ہے یہ جوش میں آ!      ہے کبھی قولِ السع اور کبھی قالُوبلا  
 کبھی کہتا ہے انا عَذِّیْک یہ سر کو چھکا      کبھی خوش ہو کے یہ خود کہتا ہے لولاک للا  
 کبھی عاشق ہے کبھی ہو جاتا ہے مجبوب کبھی  
 کبھی طالبِ نظر آتا ہے یہ مطلوب کبھی

ویو ہے، مگر بے پُری ہے نہ فرشتہ ہے یہ  
کس سے شبیہ اسے دیجئے سکتا ہے یہ اس کا نامی نہیں بے مثل ہے کیتا ہے یہ  
عن تو یہ ہے کبھی دیکھی نہیں سوت اسکی  
بخدا میں نہیں کہہ سکتا حقیقت اسکی

شیخل عنقا ہے مگر نام ہے اس کا مشور اس کا اسرار سمجھنا ہے بہت عقل سے دُور  
ہر جگہ اس کا نئی طور سے ہوتا ہے ظہور نظر آتا ہے مگر حسن کے پردے میں ضرور  
مَهْ جَيْنِيُوں کا فقط نام ہوا کرتا ہے  
دل یہی عاشق شیدا کا لیا کرتا ہے

کی جو اس عاشق صادق نے یہ مجھ سے تقریر آہ کی میں نے کلیچہ پہ لگا عشق کا تیر  
ہو گئی پسند و صیحت کی یہ اُالٹی تاثیر مجھ کو حیرت ہوئی چُپ ہو گیا شکل تصویر  
رنگ چہرے کا بدلتے لگا طاقت نہ رہی  
اشک بہنس لگے پہلی سی طبیعت نہ رہی

دل کو سودا ہوا وحشت ہوئی گھبرا نے لگا غبط نالے جو کئے مُمنہ کو حجرا نے لگا  
خود بخود پانچھ گریاں تملک جانے لگا چاہ میں ڈوبنے کو جی مرا اہل نے لگا  
حضرت عرش نے جنجال میں ڈال مجھکو  
نظر آنے لگی دُنیا تھہ و بالا مجھکو

شاہ صاحب نے جو دیکھا کہ طبیعت سے نہ عال بولے آہستے سے با بابے کہہ تیرا جنجال  
سُن کے اس عشق کی حالت یہ ہوا حزن ملاں ابتدا آسی میں ہوا دل کا ترے یہا حوال  
زندگی اپنی ابھی تجھ کو بُرس کرنی ہے  
دُم نہ گھبرائے مہم عشق کی سُر کرنی ہے

ابھی سمجھایا تھا میسا نہ کبھی عشق کا نام دُم میں کرو دیتا ہے انساں کا یہی کام تمام  
بے خود و خواب یہی رکھتا ہے عاشق کو دُم وہ ہی ذانا ہے کرے دُر سے جو اس کو سلام  
وہ ہی اچھا ہے بُرا جس نے اسے جانے  
اسکے پھندے میں جو چینس بُجا دہ دیوانے

تنکے چونا تاہے کرتا ہے یہی خانہ نزاب      وحشی خبیلی سڑی سوڈائی ۱۰ دیتا ہے خطاں  
درید رپھرتے ہیں عثاق پر شان بیٹاں      خون نا عن اے بے رسم نے سمجھا ہے نواب  
عشق جس نے کیا آپ سے گزر جاتا ہے  
جان بچتی نہیں بے موت وہ مر جاتا ہے

عاشقوں کو دیئے آزار ہیں کیا کیا اس نے      مفت یہ دل لیا اور دکھ لیئے صد ماں نہ  
کر دیا ایشل زلخا کبھی رسو اس نے      ٹکل منصور کبھی دار پھینپا اس نے  
مُرتوں ایڑیاں رگڑا کے برباد ہوئے  
بے گنہ قتل بہت عاشق ناشد ہے

فیض و فراد نے کیا کیا نہ اذیت پائی      ایک دم بھی نہ غم درنج سے راحت پائی  
نام بَنَام ہوا جان دی ذلت پائی      عاشقوں میں ہر اشہر ایسی دولت پائی  
عمر بھر خاک اڑا یا کیئے جان بازی کی  
حضرت عشق نے کیا خوب سرزازی کی

سیکڑوں کو یو نہیں اس عشق نے برباد کیا      تم کو سمجھایا اسی واسطے میں نے بایا  
نام بھولے سے بھی لیسا نہیں اس کا چھا      خیال بھی دل میں نہ لانا یہ کبھی بھر خدا  
عشق بازی کا تصور جو کیا کرتے ہو  
میرا کہنا نہیں سُنْتے یہ بُرا کرتے ہو

گر بھی حوصلہ ہوئے کہ بنیں عاشق زار      پھر صحبت بھی یہ کرنا ہے سر اسر ہیکارا  
کس کو سمجھائے کوئی ہوا بھی ناخبر پہ کار      ابتداءے ابھی اس وقت نا تریکھا خمارا  
حضرت عشق کے قابو میں جب آجائے گے تم  
کف افسوس لو گے وہ سزا پاؤ گے تم

پھر مجھے آتا ہے اس نیری جوانی کا خیال      بے سبب خاک میں مل جانے کا یہی جان  
جان جائے گی جو معشوون کریں گے پامال      بے جھری ہوتا ہے افسوس گلا تیرا ملال  
فائدہ کچھ نہیں اور جان کنفمان ہے یہ  
بے اجل موت کے آجائے کا سامان ہے یہ

عشق کے دام میں تو ہو گیا اک دم میں اسم  
نیڑاک اور بتاتا ہوں بچھے میں تدبیر  
بنکر اپھی بجند اس کے سوا اور نہیں  
اس ترے درد کی اب کتنی دوا اور نہیں

اک عاشق بھی ہے اس وقت جہاں میں ایسا جس کا ثانی نہ کسی نے کبھی دیکھا نہ شنا  
سر بخخت عشق کے میدان میں وہی مرد رہا خوب نیرنگی الفت کا ماتا شا دیکھا  
صادق القول بھی جان باز بھی اللہ ہے

حضرتِ عشق کے اسرار سے آگاہ ہے

اک وہ ہے عشقِ حقیقی میں ہوا نام آور اُسی عاشق کو میسر ہے دصلیٰ دلبر  
هر گھری صورتِ دلدار ہے لیکن پیشِ نظر ا خضر سا ہے وہی اس راہ میں سبکار رہبر  
دم میں طالب کروه مظلوم بنا دیتا ہے  
منزلِ عشق کا رسٹہ وہ بتا دیتا ہے

دم بخود جوش میں رہتا ہے وہ مرد آناد بیش دراحت وہ غمِ حسر میں کرتا نہیں یاد  
صہبِ بھی ایسا کبھی لب پ ن آئے فریاد بجند اغیرتِ عثمان ہے وہ نیک نہاد!  
مئے الفت کا اُسے جوش رہا کرتا ہے  
یادِ دلدار میں مدھوش رہا کرتا ہے

زینتِ محفلِ عثمان دہی ہے وَاللَّهُ رَوْلِنِ گھلشنِ آستان دہی ہے وَاللَّهُ  
باعثِ رحمتِ حنلآن دہی ہے وَاللَّهُ اپنے معشوں کا مشتاق دہی ہے وَاللَّهُ  
بنکر دنیا کی نہ عقبے کا کبھی ہوش رہا  
بادہ و مصلحتِ جاناں کا اُسے جوش رہا

کوچہ عشق میں جان باز ہے وہ ہائیتِ حق عشق ہانوں میں سرافراز ہے وہ ماشِ حق  
حضرتِ عشق کا ہمراز ہے وہ ماشِ حق صاحبِ حسن خدا ساز ہے وہ عاشقِ حق  
منزلت اُس نے یہ پائی کہ من اللہ ہوا  
اپنے معشوں کا معشوں وہ ذی جاہ ہوا

گوہر درجِ ولایت ہے وہ عالی درجات  
 مالم عسلیم طریقت ہے وہ عالی درجات  
 داقع سر حقیقت ہے وہ عالی درجات  
 رہبیر کوچہ اُلفت ہے وہ عالی درجات  
 سب کا حامی وہ مددگار سدا ہتا ہے  
 شاہ فارث اُسے ہر فرد بشر کرتا ہے  
 خرد ملکتِ عشق ہے وہ بحسر کمال  
 ہے اس اقلیم کا سلطان وہی فرخندِ خصال  
 عاشقون کا ہوا سر تملج ہے دیکھو قبائل  
 حکمران شہر دلائیں ہے بصد جاہ و جلال  
 کوئی عاشق نہ کبھی پائے گا رتبہ اُس کا  
 چل گیا سلطنتِ عشق میں سکا اُس کا  
 مطلبِ عشق سے کر دیتا ہے سب کو آگاہ  
 عاشقون کی وہیں ہوتی ہے سدا بہمن اللہ  
 جنمِ الہات سے کی جس کی درت ایک نگاہ  
 کو ربانی کو نظر آنے لگی عشق کی راہ  
 ساغرِ بادِ عرفان پلا دیتا ہے  
 دم میں قدس کا تاشادہ دکھادیتا ہے  
 عشق بازی کا تمبیں شرق ہے مگر حد سنے یادا  
 بان بھی دینا جو منظور ہو شکلِ فخرِ اد  
 خاک چھانا کرو ملنے کا نہیں گئے مُراد  
 شاہ فارث کی نہ تم جا ہو گے جب تک امداد  
 مرتبہ اور کسی کو یہ سزاوار نہیں  
 دوسرا کوچہ اُلفت سے خبردار نہیں  
 کہہ کے درویش نے یہ کر دیا خصتِ ممحو کو  
 گھر میں آیا تو زیادہ ہوئی حیثتِ ممحو کو  
 خواب میں ہوتی تھی بجنوں کی زیارتِ ممحو  
 ہر گھری رہنے لگی جب سے حالتِ ممحو کو  
 زندگی روئیں بر و قت بسر ہونے لگی  
 نات بھر آہ و فعال کر کے سحر ہونے لگی  
 دلِ مرا صحتِ اجاہ سے گھبرا نے لگا  
 سیر کے واسطے صحری کے طرف جلنے لگا  
 خونِ دل پینے لگا لختہ مگر کھلنے لگا  
 ہر گھری موت کا پیغام مجھے آنے لگا  
 جی میں آنے لگا کچھ نام تو کر جائیے اب  
 بے اجل اپنا گلا کاٹ کے مر جائیے اب

کچھ دنوں تک بولیں دل کو نہ رہا صبر و قرار در بدر خاک بس پھر تھا میں زار و نزار  
 کوئی عومنس تھا نہ ہمدرم نہ مددگار نہ یار یک بیک مجھ پر ہوا فیصل نداۓ غفار  
 دو اندوہ و الم سے ملی راحت مجھکو ہو گئی حضرت وَارث کی زیارت مجھکو  
 دل مضطرب تھا اسی وقت سے راحت پائی فادغ السال ہوا غم سے فراغت پائی  
 جان بھی بعک لئی اور نام نے شہرت پائی منزلت یہ شہر وارث کی بدولت پائی  
 بن گیا گڑا ہوا کام بھی کیسا اپنا  
 یہ نشرت کم ہے لقب ہو گیا شیدا اپنا  
 کیوں نہ ہوں ایسے شہنشاہ کا میں دل سے غلام غیرت قیصر و فتحور بھی جس کے حُنڈام  
 ان کے ذر سے نہیں پھرتا کوئی طالب کام ہے بھبھا گری ہی ہو جائے مر تک سر کام  
 اس کو اللہ بے اعزاز و کرامت رکھے  
 میرے سر پر پیرے وَارث کو سلامت کئے  
 حضرت عِشق ہیں تازینتِ بزم عِشق عاشقون میں رہے جسن پرستی کا مذاق  
 اپنے معشوق کا ماثق رہے جب تک مشاق جب تک جور و بخایں میں خوش و شان  
 چشمِ نیصف ترا بند نہ دم بھرو ہوئے  
 مذہبِ عِشق کی سلیم برابر ہوئے  
 جب تک ابر رہے ابر سے باراں جب تک ارض رہے ارض پر دلیا ہوں دل  
 جب تک بلن صدف میں رہے گوہن پاں آب گدھر میں سے قیمت گو ہر ہو گرال  
 رشک دار و سکندر ترے درباں ہوؤں  
 ترے کوچے کے گدا تیمور خاقان ہوؤں  
 جب تک نہ کریں پیرِ مغاں کی بیعت جھومنے کی رہے بستوں کو جب تک میادت  
 دختِ رزکی رہے سیخواروں کو جب تک چاہت فی میں تانش رہے نشہ میں تاکیفت  
 مرضِ عِشق میں عاشق ترے بیمار رہیں  
 چشمِ محور کی الْفت میں گرفتار رہیں

ہا مسلمان پر ہے فرض رسولوں کا ادب رہنا خضر کا جب تک سہے دنیا میں لقب  
 ناحد اتار ہے الیائی سے امداد طلب تار ہے چونخ چہارم پر سیحہ کامطب  
 حکماڑ کے کہیں قدر نہ جانی تیری  
 مردے زندہ ہوں نہ ہے سحر بیانی تیری

حضرت عشن میں عثمان کے جب تک مساز دولتِ حسن سے خوش درہیں جب تک متاز  
 دلبروں میں رہے تا شرم و جایا عشہ و ناز پھوڑ دیں جب تک حسین جو رجھا کا انداز  
 تیرا عاشق نہ تری چاہ میں پچھوڑیں کرے  
 تینغ ابرو پر ہر کا جان کو قربان کرے

جب تک باغ جہاں میں رہیں سر بزر بھر آپ فصل بہاری یہیں رہے تا یہ اثر  
 شاخ میں غنچہ ہو اور غنچہ کی مشنی میں ہوزر کمل کے تاغنچہ وہی گل ہواںی گل سے ثمر  
 دل بد خواہ میں لا لہ کی طرح راغ رہے  
 ابِ رحمت سے ہر افیض کا یہ باغ رہے

بُلبل گل میں یہ آتی ہے محنت جب تک گل ہو گلزار میں اور گل میں ہو رنگت جب تک  
 پھول میں بو رہے اور بو میں لطافت جب تک عاشقا نہ رہے قمری کی طبیعت جب تک  
 دام الفت سے نہ عاشق نہ کوئی آزاد رہے  
 سب کا محبوب میرا غیرتِ شما داد رہے

رہے گھیں کو پھا رانے کا راں جب تک جھیے کرتے رہیں مرغ خوش الحاں جب تک  
 مرد آزاد رہے سنبل ہے پر بیان جب تک بلبل زار ہے گلزار میں نالاں جب تک  
 درد و اندوہ غم در بخش سے آزاد رہے  
 باغِ عالم میں یہ مددوح مراثا داد رہے

نازمانے میں رہے شعرو سخن کا چرچا جب تک رکھتے ہیں یہ اہل سخن طبعِ رسا  
 قدر داں اہل سخن کے رہیں اہل ذکا جب تک ہمتا ہے مددوح سے رحمت کا صلا  
 بھول جاوے ترا شیدا شو سیلہ تیرا  
 اک نیار و نریہ لکھ لائے قصیدہ تیرا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# شجرَةُ الْمَادُورِيَّةِ وَالْمَرْتَبَةِ

شاعرِ محشرِ محمد مصطفیٰ کے واسطے  
مالک قبر علی فرشتے کے واسطے  
محنتے حضرت حسن شاہ ہدایت کے واسطے  
صابر دشا کر شہید کر طاکے واسطے  
حضرت عابد گرفتار بلاکے واسطے  
فخرِ عالم حضرت موسیٰ صفاکے واسطے  
اور سری سفلی کامل پیشوں کے واسطے  
ثلیٰ عبد العزیز اہل صفا کے واسطے  
بِالفرحِ ہم بِحسن شاہ ہدایوں کے واسطے  
صاحبِ ول بِسعید پیشوں کے واسطے  
غوثِ الاعظم سرگردِ اولیا کے واسطے  
سیدِ احمد نیک منظرِ باصفا کے واسطے  
حضرت سید حسن شاہ ہدایت کے واسطے  
شاہ دین سید محمد باخداد کے واسطے  
شیخ ابراہیم شاہ اتعیا کے واسطے  
مرشدِ شاہ ہدایت رہنمائی کے واسطے  
عبدِ رزانِ ولی وہندائیوں کے واسطے

یا الہی سردار ہر دوسرا کے واسطے  
بادشاہ لائفَا خیر کشا دل دل سود  
ہادی در ہب را امام و مقتداً پیشوَا  
تشذیب مظلوم و سید را کب دش نبی  
زاہدو ساجد غریب و مبتلائے رنجِ غم  
باقر و جعفر جناب موسیٰ کاظم امام  
از پے معروف کر خی واقف از نہاں  
مرد شاغل عارف دکامل بنیند باخدا  
بهر عبید الواحدِ اہل علم بالمن بالکمال  
شاہ و در دیش د ولی دانستہ رازِ خنی  
سید و سلطان فقیر دخواجہ محمود غریب  
بادشاہ عبد رزان و محی الدین ولی  
از پے سید علی ہم شیخ موسیٰ غنیب اہ  
شیخ الجالی عباس و ہم سید بہار الدین سنت  
از پے حضرت جلال دہم فرید بہری  
بہرا بہرا سیم امان اللہ و ہم شاہ حسین  
از پے عبد الصمد کامل مطیع امیر حن

بہر حضرت شاکر اللہ مپشو اکیوا سطے  
 حضرت خادم علی حاجت و اکیوا سطے  
 حضرت دارث امام اولیا کیوا سطے  
 تجھ کو اپت عاشقان باؤ فا کیوا سطے  
 بہر انگیل عالی منزلت والا ہم  
 از پے حضرت نجلت اللہ سردار جیاں  
 عاشق حق مرد عارف دستیگر خاصی عام  
 یا الہی کردے مجھ کو باد الفت کست

ہے تنا اب یہی شبیدا کی اور پر درگار

خاتمه بالخیر ہو خیر الورا کے والے